رجسٹرڈ انگلشیہ تیسر

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ے
سہ ماہی ...... عہ

قیمت پرانا پرچہ (۴ر)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے۔ ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ (نمبر ۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ے
سہ ماہی ...... عہ

قیمت فی پرچہ (۲ر)

جلد (۲) | یکم۔ امرداد ۱۳۵۱ف | ۲۱ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ | ۶ جون ۱۹۴۲ء شنبہ | نمبر (۸)

شاہانِ آصفیہ کی مذہبی رواداری

بعض ناقابل تردید حقائق

رانی صاحبہ بھوم ستان کی نشری تقریر

رانی صاحبہ بھوم ستان نے نشرگاہ مملکتی اورنگ آباد سے شاہان آصفیہ کی مذہبی رواداری پر تقریر نشر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ اس مختصر سی تقریر میں اس موضوع پر اچھی طرح روشنی ڈالنا ممکن نہیں۔ بدقسمتی سے بیرونی افراد اور اداروں اور ان کے مقامی کارکنوں نے اس موضوع کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا کر دی ہیں اس لئے میں صرف بعض نمایاں حقیقتیں اور اعداد و شمار پیش کروں گی جو تمام غلط فہمیوں کو رفع کر دیں گے رانی صاحبہ نے اپنے خیالات ظاہر کرنے سے پہلے اس بات کا دعویٰ کیا کہ شاہان آصفیہ کی سرپرستی میں حیدرآباد کے ہندوؤں کو جو مذہبی آزادی حاصل ہے وہ اگر اس ریاست کے فرمانروا ہندو ہوتے تو بھی انہیں نصیب نہ ہوتی ہمارا ثبوت اس دعوے کی تائید میں آپ نے اس ریاست کے ہندوؤں کی مذہبی زندگی پر روشنی ڈالی۔

رانی صاحبہ نے فرمایا کہ حیدرآباد میں ہندوؤں کے تقریباً (۲۰۰۰) ادارے ہیں جو تمام مملکت محروسہ میں مختلف مقامات پر واقع ہیں ان میں سے (۱۲۰۰) مندر ہیں صرف محکمہ امور مذہبی کی جانب سے ان مذہبی اداروں کی دیکھ بھال کے لئے سالانہ تقریباً (۳۲۵۰۰۰) ہزار روپیے صرف ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ انفرادی حیثیت سے کئی مندروں اور مٹھوں کو بڑی بڑی جاگیریں اور معاش اور امداد پیوستہ کی گئی ہیں۔

مندروں کے نام عطیات

جن مندروں اور مٹھوں کے نام معاش جاری ہے ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ ان میں بارہ مشہور مذہبی اداروں کے نام پیش کرتی ہوں۔

نام		سالانہ مدد معاش	
سری ایکناتھ جی	پٹن	۲،۳،۵۳۰	روپے
مندر سیتا رام باغ	حیدرآباد	۵۰،۰۰۰	"
مندر جیام سنگھ	"	۸،۲۰۰	"
ٹھاکر داس کا مٹھ	"	۱۲،۳۶۶	"
مندر گلشن باغ	"	۱۹،۳۳۰	"
رام باغ کا مندر	"	۱۵،۰۰۰	"
سکھر دیول	ماہور	۶،۰۰۰	"
بھوانیم کا دیول	"	۳،۲۵۰	"
مندر رنگیشور سوامی	ایکل واڑہ	۴،۰۰۰	روپیے
تلجا بھوانی کا مندر	تلجاپور	۱۸،۰۰۰	"
گرد گوبند کا گرودوارہ	ناندیڑ	۲۳،۰۱۲	"
یادگار پلی کا مندر	جوگیر	۲۰،۰۰۰	"

خود محکمہ امور مذہبی کی حیثیت بھی اس مذہبی رواداری کی آئینہ دار ہے جو ہندوؤں کے ساتھ برتی جاتی ہے اور اس اعتماد کی مظہر ہے جو اس ریاست کے حکمران اپنی ہندو رعایا پر رکھتے ہیں۔ ہر موضع کا پٹیل اور پٹواری ہر تعلقہ کا تحصیلدار ہر ضلع کا اول تعلقدار اور ہر صوبہ کا صوبہ دار خواہ وہ ہندو مسلمان پارسی یا عیسائی ہو ان اختیارات کی حد تک جو اس کے عہدہ کے لحاظ سے عطا کئے گئے ہوں اپنے اپنے علاقہ کا عہدہ دار امور مذہبی ہے۔

ہندوؤں کا غالب اثر

"اگر ہمیں یہ بات یاد رہے کہ ۹۰ ہزار پٹیل پٹواریوں میں سے جو اس مملکت میں کارگزار ہیں ۷۵ ہزار ہندو ہیں تو ہم ہندوؤں کے اس غالب اثر کو محسوس کر سکتے ہیں جو اس ریاست کے سررشتہ امور مذہبی میں کارفرما ہے۔ یہاں اس امر کی صراحت لازمی ہے کہ سررشتہ امور مذہبی کسی قسم کے تبلیغی کام سے دور کی بھی دلچسپی نہیں رکھتا۔

ہر فرقہ کے ارکان کو آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی رسوم انجام دینے کے متعلق حکومت کا مسلک ایک فرمان مبارک سے واضح ہو جاتا ہے جس کا مفہوم یہاں پیش کیا جاتا ہے:۔

ایسے ملک میں جہاں مختلف نسلیں آباد ہیں اور جن کے مذاہب مختلف ہیں کوئی حکومت کسی مذہبی کام کو روکنا پسند نہیں کرے گی جب تک کہ اس کام کی انجام دہی سے دوسرے مذہب کے پیروؤں کے جذبات اس قدر مشتعل نہ ہوں جس سے ملک کے امن و امان اور سلامتی کے لئے خطرہ پیدا ہو جائے عام امن و امان میں خلل واقع ہونے کے اندیشہ ہی کو رفع کرنے کی خاطر میری حکومت نے یہ قاعدہ بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی جدید مذہبی عمارت یا عبادتگاہ تعمیر کرنا چاہے مثلاً مسجد گرجا یا کوئی عبادت گاہ یا مدرسہ یا قبرستان وغیرہ بنانا چاہے کہ پہلے ہی سے حکومت کی منظوری حاصل کرے

پوجا پاٹ کی پوری آزادی

ایسے اور بھی نظائر ہیں جن کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جن سے ظاہر ہوگا کہ [illegible] مذہبی جلوسوں اور مذہبی تبلیغ کے سلسلہ میں حکومت کے احکام و رکنیت بھی اسی اصول کے تحت جاری کئے جاتے ہیں۔ ان تمام امور کی حد تک ہندوؤں کو کامل [illegible]

بقیہ صفحہ ...

مملکت
ہفتہ وار
جلد (۲) یکم امرداد ۱۳۱۵ف روز شنبہ نمبر (۸)

مشرقی ایشیا میں جاپان کے عزائم

جاپان کے وزیر اعظم جنرل ٹوجو نے جاپانی ڈائٹ میں تقریر کرتے ہوئے آسٹریلیا کو تنبیہ کی ہے کہ وہ عظیم تر مشرقی ایشیا کی تکمیل میں حصہ لینے کے متعلق اپنی روش پر نظر ثانی کرے۔ جنرل ٹوجو کی اس دھمکی سے بظاہر یہ مترشح ہوتا ہے کہ برما کی جنگ ختم ہو جانے کے بعد سے جاپان آسٹریلیا پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ لیکن مبصرین کا یہ خیال ہے کہ جاپان اپنے عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کے لئے پہلے چین کی مہم ختم کرنا چاہتا ہے۔ جاپان کو چین پر تسلط حاصل کرنے کے لئے خلاف توقع مزاحمت اور تعویق سے دوچار ہونا پڑا۔ ۱۹۳۷ء میں جب جاپان نے چین پر حملہ کر دیا تھا تو اکثر یورپین مبصرین کا خیال تھا کہ پانچ چھے مہینے میں چین ہتیار ڈال دے گا لیکن یہ قیاس غلط ثابت ہوا اور جنرل چیانگ کائی شیک کی قیادت میں چین کی مختلف جماعتوں نے متحد ہو کر جاپان کا بے جگری سے مقابلہ کیا۔ جاپان کو نہ صرف چین کی مسلح فوجوں سے دوچار ہونا پڑا بلکہ چین کی ساری آبادی مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ چین کی چھاپہ مار اور گوریلا دستوں نے مقبوضہ علاقوں میں جاپانی فوجوں کو امن و سکون سے محروم کر دیا۔ اور جاپان اس تلخ حقیقت کو محسوس کرنے لگا کہ چین کی مہم کچھ آسان نہیں۔ پس جاپان موقع کی تاک میں رہا۔ اور جب برطانیہ اپنی پوری بحری طاقت مشرق بعید میں مرکوز کرنے کے قابل نہیں تھا اس نے بندرگاہ پرل پر حملہ کر دیا اور بحرالکاہل کی جنگ شروع ہو گئی۔

برما کی مہم

مشرق بعید کی جنگ میں جب جاپان کی فوجیں کامیابیاں حاصل کرتے ہوئے ملایا کے جنوبی حصہ پر حملہ آور ہوئیں تو یہ کہا جا رہا تھا کہ یہ جاپان کا محض منصوبہ ہی ہے لیکن جب جاپانی فوجیں لاشو تک پہونچ گئیں تو جاپان کے حقیقی عزائم آشکار ہونے لگے۔ برما پر جاپانی حملہ کا مقصد صرف یہی تھا کہ چین کی مہم ختم کرنے سے پہلے ان تمام راستوں کو بند کر دیا جائے جن کے ذریعہ چین کو مدد پہنچ رہی تھی۔ اس مقصد میں جاپانیوں کو کامیابی ہوئی۔ برما روڈ کے بند ہو جانے سے چین کو سامان جنگ روانہ کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ متحدین اب بھی چین کو طیاروں اور طیاروں کے ذریعہ بعض اشیاء روانہ کر سکتے ہیں لیکن بھاری توپیں جن کی چین کو سخت ضرورت ہے نہیں بھیجی جا سکتیں۔

برما کی مہم کے ساتھ ساتھ جاپان نے مشرقی چین میں حملے شروع کر دیئے تھے۔ اس اقدام سے جاپان کے منصوبے بالکل واضح ہو چکے تھے۔ بعض مبصرین کا یہ خیال بالکل صحیح نکلا کہ جاپان چین میں انتہائی اقدام کرنا چاہتا ہے۔ ماونڈلے پر برطانوی فوجوں کا محاصرہ کرنے کے بجائے جاپانی فوجیں چین میں داخل ہو گئیں اور برما روڈ پر جاپانیوں نے پورا قبضہ کر لیا۔ چین کے مغرب میں یونان کی سرحد پر جاپانی گھس بیٹھے ہیں اور اکثر مقامات پر بمباری کی جا رہی ہے۔

جنگ کی اس رفتار سے اور نیز جاپانیوں کی پوری توجہ چین پر مرکوز ہو جانے سے ہندوستان فی الحال ایک بڑے حملے کے امکان سے دور ہو گیا ہے۔ جاپانیوں کو سیلون اور آسٹریلیا پر فوجیں اتارنے میں جب ناکامی ہوئی تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ہندوستان پر حملے کا ارادہ ترک کر دیا۔ بہت ممکن ہے کہ ہندوستان کے مشرقی حصہ میں جاپانی دستے گھس آنے کی کوشش کریں۔ مگر ایک بڑے پیمانہ پر ہندوستان پر حملہ فی الحال بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے کیونکہ جاپان نے پہلے چین سے نپٹ لینے کا تہیہ کر لیا ہے۔

محاذ یورپ

یہ تمام واقعات بلاوجہ رونما نہیں ہوئے۔ جاپان کی پالیسی یورپ کی جنگ سے بڑی حد تک متاثر ہوئی ہے۔ دول محور ایک متحدہ نقشہ کے مطابق جنگ لڑ رہے ہیں۔ جاپان اور جرمنی کے سفر اعلیٰ اقدامات کا مقصد یہ ہے کہ ان دونوں ممالک کی فوجوں میں کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی وقت اتصال پیدا ہو جائے۔ قفقاز کے راستے سے براہ ہندوستان جرمن فوجوں کا جاپانیوں سے آملنا فی الوقت بعید از قیاس ہے۔ بہت ممکن ہے کہ دول محور کسی اور راستے سے اپنی فوجوں میں اتصال پیدا کرنا چاہتے ہوں۔ دول محور کا یہ منصوبہ اب ناکام نظر آتا ہے۔ محاذ روس پر جنگ کی رفتار سے ثابت ہو رہا ہے کہ جرمنی کی توقعات پوری نہ ہو سکیں۔ ہٹلر کی فوجوں پر ٹیموشنکو کی فوجیں بہت دباؤ ڈال رہی ہیں۔ روسی افواج نے ان مورچوں کو محاذ خارکوف پر مستحکم کر لیا ہے جن پر انہوں نے حال ہی میں قبضہ کیا تھا۔ روسیوں کا جارحانہ اقدام جاری ہے۔ خارکوف کی مدافعت کے لئے جرمن مایوس ہو کر لڑ رہے ہیں اور ان کے سپاہیوں اور سامان جنگ کا کثیر نقصان ہو رہا ہے۔ اگر جرمنی کو روس میں پسپائی ہوئی تو یورپ کے دوسرے مقامات سے بھی اس کو نکال دیا جائیگا۔ متحدین کی اسلحہ سازی کی رفتار روز بروز تیز تر ہوتی جا رہی ہے۔ امریکہ اپنے اعلان کے مطابق سامان جنگ تیار کر کے متحدین کے حوالہ کر رہا ہے۔ یورپ پر برطانیہ کی بمباری خطرناک صورت پیدا کر رہی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ روس کے مشرقی محاذ پر ہٹلر کی فوجوں پر روز بروز زیادہ دباؤ پڑ رہا ہے۔ جنگ کے آخری نتیجہ کی نسبت متحدین کی امیدیں قوی ہوتی جا رہی ہیں۔ چند ہفتے قبل مسٹر چرچل نے جنگ کی موجودہ صورت حال پر جن الفاظ میں تبصرہ کیا ہے ان سے مایوسی یا سراسیمگی کے بجائے عزم راسخ کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ مسٹر چرچل نے کہا ہے کہ:

"اگر دشمن سے ہتھے چڑھ کے کھیلنا پڑا تو ہم بھی کھیل سکتے ہیں۔ ہمارے ساتھ جو کچھ بھی کیا جائے گا اسے ہم برداشت کریں گے لیکن اس کے ساتھ اس کا سود در سود وصول کریں گے۔ ہم اس وقت جنگ کے تیسویں ہفتے گذر رہے ہیں لیکن ہم میں سے کوئی بھی دشمن کی عنایت کا خواہاں نہیں ہے۔ ہمارا مقصد ان تمام باشندوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے جو دشمن کے شکنجوں میں گرفتار ہیں۔ بجز ظلمات کے بس یا۔ ہمارے تمام بھائی ہمارے ہم خیال اور دن رات فتح کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اسی طرح چین کے لاکھوں صابر اور مستقل مزاج باشندے اب بھی دشمن کو سختی سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ روس کے شریف مرد دشمن کا ترکی بہ ترکی جواب دے رہے ہیں اور سلطنت برطانیہ کے تمام باشندے بلا امتیاز طبقہ و جماعت ہمارے شریک ہیں۔ اگرچہ تاریک اور خطرناک وادیاں ہمارے سامنے ہیں لیکن ہمارا استقلال ضرور ایک دن روز روشن ہمارے سامنے لائے گا جسے نوع انسان نے اب تک نہیں دیکھا۔ اتحادی اقوام چٹان کی بلندی پر پہونچ کر ان شیطانی قوتوں کو شکست دے کر تباہ کر دیں گے جنہوں نے دنیا کو دو مرتبہ مصیبت اور ہلاکت میں مبتلا کیا ہے۔"

متحدین کا مقصد

مسٹر چرچل اور پریسیڈنٹ روزویلٹ کے بیانات سے ظاہر ہے کہ اتحادی اقوام پہلے ہٹلر کا خاتمہ کر دینا چاہتی ہیں۔ اسی مقصد کی تکمیل میں انہوں نے اپنی پوری قوتیں مرکوز کر دی ہیں۔ اور یہی وجہ تھی کہ سنگاپور دب گیا اور برما کے محاذ پر کافی سامان جنگ فراہم نہ کر سکے۔ جنرل ویول نے جو ہندوستانی افواج کے کمانڈر تھے اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہوئے اپنے ایک بیان میں کہتے ہیں کہ:

"کسی عذر و معذرت کی ضرورت نہیں۔ بے شک ہم پیچھے ہٹ گئے ہیں مگر ہم نے شکست کو برداشت کیا۔ اگر تھوڑی سی اور قوت خصوصاً ہوائی قوت ہمارے پاس ہوتی تو بہت ممکن تھا کہ ہم زمانہ کا پلڑا اپنی طرف جھکا لیتے۔ برما میں ہماری

نا ہم ہمارا دار چند جولائی تک چلاتی گئی۔ ہمارے پاس کوئی ہوائی قوت نہ تھی۔ جہاں تک امریکہ کا تعلق ہے اس کی بری فوج یا تمام ہوائی فوج میں منتقل ہو رہی ہے اور مزید بیاں ... ڈاکو ... کی ہوائی قوت کو منتشر کر دیا جائے۔

اتحادی اقوام کے ان عزائم سے چین بے خبر نہیں۔ باوجود مسلسل پسپائیوں کے وہ جاپان کا مقابلہ کئے جا رہا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کو ابھی کچھ عرصہ تک دافعتی جنگ لڑنی پڑے گی۔ چین کے سابق سفیر ڈاکٹر ... اپنے ایک بیان میں کہتے ہیں کہ جاپان کے خلاف متحدہ اقوام کا حملہ صرف بحری طاقتوں کی جانب سے ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بات بالکل واضح ہے کہ بحری طاقتوں جیسے برطانیہ اور امریکہ کی جانب سے پیش قدمی شروع ہونے سے پہلے ان طاقتوں کو بحر اٹلانٹک اور بحر شمالی کی لڑائی سے فارغ ہونا پڑے گا۔ اور جب تک بحر اٹلانٹک ختم نہ ہو جائے برطانوی بحریہ مشرق بعید میں منتقل نہیں کیا جا سکتا۔

اگر اتحادی اقوام کے یہی عزائم ہیں جیسا کہ مختلف خبروں اور بیانات سے مترشح ہوتا ہے تو جاپان کو بہت جلد کوئی نیا قدم اٹھانا پڑے گا جس سے ہلاکر رکھ دے گا۔ فوجی نقطہ نظر سے اس وقت ہندوستان پر حملہ کرنا جاپان کے لئے وقت اور قوت ضائع کرنے کے برابر ہے۔ جاپان صرف ایک طریقے سے جرمنی کی مدد کر سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کوریا اور منچوریا کے راستے سے سائبیریا پر حملہ کر کے روس کے لئے ایک دوسرا محاذ قائم کر دے۔ اگر جاپان اس طرح روس پر حملہ کرنا چاہے تو اسے اس بات کی بھی فکر ہے کہ اپنی فوجوں کو حرکت دینی پڑے گی جو اس وقت چین میں مقبوضہ علاقوں میں متعین ہیں۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جاپان پہلے چین کی مہم ختم کرے یا حکومت چنگ کنگ کو ٹال دے۔ یہی وجہ ہے کہ جاپان نے پہلے چین کو ... کیا ہے۔ جاپان کے ان عزائم سے سوویٹ روس بے خبر نہیں ہو سکتا۔ بعض مبصرین کا خیال ہے کہ اگر روس اور جاپان میں تصادم ہو گیا تو ہندوستان پر جاپانی حملے کے امکان سے دور ہو جاتا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ہندوستان کی دفاعت سے غافل ہو جانا چاہئے۔ ہندوستان کو بلاکت خیزی سے بچانے کی یہی صورت ہے کہ چین میں جاپان کے عزائم کو شکست دے دی جائے۔ ہندوستان کے کمانڈر انچیف جنرل ویول نے ایک صحافتی کانفرنس میں کہا ہے کہ گرمی کا موسم ختم ہو چکا ہے لیکن امید ہے کہ ایک دن ہندوستان پر جاپانی حملہ کیا جائے گا۔ اب جبکہ ... سے کافی سامان ... چین پر جاپانی دباؤ کو روکنے کے لئے ہندوستان کی سمت سے چینی فوجی قوتیں بیاس معلوم ہوتی ہے۔

ضلع کانفرنس کے شرکاء کے تاثرات

نانڈیڑ ۱۳ مئی۔ یونائیٹیڈ پریس کے نمائندے نے ضلع کانفرنس میں شریک ہونے والے غیر سرکاری مندوبین کی جماعت کے کئی ارکان سے جو دیہی آبادی کے مختلف طبقات کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک صحافتی ملاقات میں معلوم کیا کہ ضلع کے دیہاتی نمائندگان نے اس کانفرنس کے انعقاد پر بڑے جوش و خروش کا اظہار کیا۔ انہوں نے یہ بات بھی ظاہر کی کہ کس طرح ان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ غریب کسان، خوش حال زمیندار اور کاشتکار ایک ہی پلیٹ فارم پر بلا امتیاز مراتب جمع ہوئے اور دیہی آبادی کو یہ موقع حاصل ہوا کہ وہ نمائندگان حکومت سے بلاکسی قید و بند کے اپنا دکھ سکھ بیان کریں اور اپنی تکالیف کے علاج کا اور مختلف ضروریات کی تکمیل کا مطالبہ کریں۔

اکثر مندوبین نے یہ بھی کہا کہ تاریخ کے ازمنہ قدیم اور قرون وسطیٰ میں دیہی نظم و نسق کا دارومدار پنچایت سسٹم پر تھا جو جمہوریت پر مبنی دستوری حکومت کو بنیادی اصول ہے لیکن جن انقلابات سے ان صدیوں کے دور میں ہندوستان گذرتا رہا۔ ان کے باعث پنچایت سسٹم اب ایک تاریخی فسانہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ حکومت سرکار عالی نے ضلع کانفرنسوں کو قائم کر کے ایک بہت اہم اور مستحسن اقدام کیا ہے جو رعایا اور رعایا کی دیہی عام تعریف و امتیاز کا مستحق ہے۔ مندوبین نے یہ بھی خیال ظاہر کیا ہے کہ ضلع واری کانفرنسوں میں دیہی آبادی کے صحیح نمائندگان کے کثرت سے پیشہ ور سیاسیوں کی کمی ہو جائے گی اور حکومت کی سرپرستی سے ایسے جو ہر یا بے تعلق تھی اس سے پیشہ ور سیاست داں بیجا فائدہ اٹھاتے تھے لیکن اب اس کا انسداد ہو جائے گا۔ مندوبین نے یہ بھی خیال ظاہر کیا کہ وہ ان انجمنوں کے اس طریق عمل کو ناپسند کرتے ہیں جنہوں نے ان کے ترجمان بنکر انجمنوں سے ترک موالات کرنے کا اعلان کیا۔ آخر میں مندوبین نے یہ رائے بھی دی کہ اس سال نمائندگان کا انتخاب بہت ہی عجلت کے ساتھ عمل میں آیا ہے توقع کی جاتی ہے کہ آئندہ سال سے جو نمائندگان زیادہ تر عام لوگوں پر مشتمل ہوں گے اور بیرونی اشخاص کا ہمارے نمائندہ بننے کا دعوی صحیح نہ خیال کیا جائے گا۔ نمائندگان نے یہ بھی کہا کہ کانفرنس کے ساتھ ہی ساتھ صنعتی و زراعتی نمائش، نمائش گوشیان اور سررشتہ حفظان صحت، سررشتہ علاج حیوانات کے مظاہرات ہم لوگوں کے لئے بہت سبق آموز اور نفع بخش ہوں گے۔ ضلع کے مصنوعات کی نمائش نے ہمیں یہ موقع دیا کہ ہم اپنے ضلع کی تمام مصنوعات کو عوام کے سامنے پیش کر سکیں اور زراعتی ... کی نمائش، علاج حیوانات کے مظاہرہ اور حفظان صحت کے اصولوں کی نمائش نے ہماری ان ضروریات کو پورا کیا۔ جو دیہی آبادی کے معاشی زندگی کے لئے بہت ضروری ہیں۔ اور ہمیں توقع ہے کہ حکام ضلع آئندہ سال سے اس قسم کی نمائشوں کو زیادہ مکمل بنائیں گے۔ نمائندگان نے یہ بھی کہا کہ ان کو جس آزادی کے ساتھ اپنی تجاویز اور سوالات پیش کرنے کا موقع دیا گیا وہ مستقبل کے لئے بہت امید افزا ہے۔ بعض مندوبین نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اب جبکہ یہ کانفرنس ایک مستقل صورت اختیار کر چکی ہے اس لئے کیا اچھا ہوتا کہ کانفرنس کے انعقاد کے لئے خود اس کا اپنا ایک ہال ہوتا۔ نمائندگان نے کانفرنس کے سلسلہ میں جو انتظامات کئے تھے ان سے اپنے اطمینان کا اظہار کیا اور یہ توقع ظاہر کی کہ آئندہ وہ اس سے بھی بہتر ہوں گے۔

جب مسٹر اخلاق حسین صاحب ... معتمد مجلس ... ضلع نانڈیڑ سے یونائیٹیڈ پریس کے نمائندے نے پہلی ضلع کانفرنس کے نتائج کے متعلق استفسار کیا تو موصوف نے کہا۔ حکومت سرکار عالی نے عوام کے ساتھ تبادلہ خیال اور ان کی دیہی ضروریات معلوم کرنے کے لئے جو ضلع واری کانفرنسیں قائم کی ہیں وہ ایک اہم ترقی اقدام ہے۔ یہ کانفرنس فی الحقیقت نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوں گی۔

انہوں نے توقع ظاہر کی کہ حکومت نے جو اقدام کیا ہے وہ عوام کے لئے بہت نفع بخش ثابت ہو گا۔ اور آئندہ ان کو متعدد امور کی طرف سے مطمئن کر دے گا۔

مسٹر گوبند راؤ ... نانڈیڑ کے ایک مشہور وکیل نے اپنی رائے ظاہر کی کہ ضلع کانفرنس کے قیام کی اہمیت کو جو آئندہ جمہوری تجاویز کا مجموعہ ہے عوام نے ابھی اچھی طرح نہیں سمجھا ہے۔ مناسب ہوگا کہ آئندہ حکومت کی جانب سے کسانوں کو کانفرنس کے مقاصد پر وضاحت سمجھنے کا انتظام کیا جائے۔

انہوں نے مزید کہا کہ عوام کو ایسے مواقع پر حکومت سے تعاون کرنا چاہئے اور تعمیری کام سے جہاں تک فائدہ اٹھایا جا سکے۔

مسٹر ... راؤ ... ایڈوکیٹ نے کہا کہ کانفرنس بلاشبہ بہت کامیاب رہی مگر لوگوں نے زیادہ توجہ نمائش پر صرف کی۔ انہوں نے بتایا کہ عوام نے اپنی متعدد تجاویز اور مطالبات کانفرنس میں پیش کئے لیکن حکومت ان تجاویز کو روبہ کار لانے کا انتظام کرے۔ موصوف نے عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ وہ حکومت کے اس اقدام کو نہایت مستحسن تصور کرتے ہیں جس سے ان کو یہ موقع ملا کہ عہدہ داروں سے اس نے قریبی ربط قائم کریں کہ بالخصوص اپنے ضلع کی فلاح و صلاح اور بالعموم رفاہی امور کے لئے اپنے مطالبے پیش کر سکیں۔

مسٹر ... سنگھ ... نانڈیڑ نے یونائیٹیڈ پریس کے نمائندے سے کہا "ضلع کانفرنس کا انعقاد ابھی عمل میں آیا ہے۔ لیکن آئندہ چلکر یہ کانفرنس عوام کے لئے ایک نعمت عظمی ثابت ہو گی۔"

انہوں نے رائے ظاہر کی کہ کانفرنس میں پیش کردہ مطالبات میں سے کم از کم نصف مطالبات بھی حکومت منظور کرے تو اس سے لوگ بہت متاثر ہوں گے۔ اور ... نانڈیڑ کی حالت بھی بہتر ہو جائے گی۔ نانڈیڑ کے ... ضلع واری کانفرنس کے انعقاد کا پرجوش خیر مقدم کیا جا رہا ہے ... کے اہم مسائل پر بحث کرتے ہوئے مسٹر ... نے کہا کہ حکومت ... کے فلاح و بہبود کی طرف انتہائی متوجہ ہے۔ (ی۔پ)

پبلک کارکنوں کے مشاغل

مسٹر وامن راؤ صدر کرناٹک کانفرنس اور مسٹر جنارد ہن راؤ دیسائی اضلاع کرناٹک کا دورہ کر رہے ہیں۔

انجمن پست اقوام تلنگانہ کی کانفرنس کا ایک جلسہ عنقریب منعقد ہوگا۔

پنڈت گوپال راؤ اور رگھوناتھ کرسہ صدر ہندو پرچار سبھا بیدر روانہ ہوئے جہاں وہ پرچار منڈل کی ایک شاخ قائم کریں گے۔

آریہ سماج نظام آباد کا جلسہ نہایت شاندار ہوا جس میں پنڈت دی نائک راؤ، پنڈت بنسی لال جی ویاس اور مسٹر نرسنگ راؤ جلسے میں شریک تھے۔ مسٹر نرسنگ راؤ نظام آباد سے دیگلور، لاتور، جگتیال وغیرہ کے سماجوں کا معائنہ کرتے ہوئے بھونگیر کے سالانہ جلسہ کی شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔

ہندو پرچار منڈل کے زیر اہتمام مسٹر ساورکر صدر ہندو مہا سبھا کی ساٹھویں برسی منائی گئی۔

سلطان بازار میں اے آر پی وارڈنس ایسوسی ایشن کے نام سے ایک انجمن قائم کی گئی ہے جس کے صدر مسٹر ڈی وی شری کرشنا ہیں اور معتمد مسٹر جنگر ہیں۔

مسٹر ساورکر صدر ہندو مہا سبھا کی سالگرہ منانے کی اجازت نہ ملنے پر ہندو بھائیوں پر چار منڈل کی جانب جلسہ منعقد ہوا۔ معلوم ہوا ہے کہ ۹ جون کو پرچار منڈل کی جانب سے یوم "داس" ذی جوشی منایا جائے گا۔

ٹی بی شیام سندر صاحب کی صدارت میں بمقام پربھنی پست اقوام کی پہلی کانفرنس منعقد ہوئی۔

سوامی رامانند تیرتھ اور پنڈت کاشی ناتھ راؤ ویدیہ اورنگ آباد کا دورہ کر رہے ہیں۔

مجلس اتحاد المسلمین ظہیر آباد کا سالانہ جلسہ ۳ تیر سے شروع ہوگا۔

آصف نگر میں مجلس اتحاد المسلمین کی ایک شاخ کا قیام عمل میں آیا۔

---

۲۵ تیر کو رائچور میں مولوی عبدالصمد سراج الدین صاحب کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مجلس اتحاد المسلمین کے نصب العین کی وضاحت کی گئی۔ باشندگان رائچور سے توقع ظاہر کی گئی کہ وہ بیت المال کی تحریک کو کامیاب بنائیں گے۔

ریاستی رعایا کا مسئلہ

مسٹر راگھویندر راؤ شرما کا حکومت حیدرآباد پر حملہ

اخبار "کیسری" پونا میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "کانگریس اور ریاستی رعایا" کے عنوان سے مسٹر راگھویندر راؤ شرما نے مسٹر ڈی وی گوکھلے کی صدارت میں ایک تقریر کی۔

تقریر کے دوران میں مسٹر شرما نے کہا کہ کانگریس نے ریاستی رعایا کے مسئلہ سے متعلق چشم پوشی کی پالیسی اس لئے اختیار کی کہ وہ وقت حاضر میں حکومت برطانیہ اور دیسی راجاؤں سے لڑنا نہیں چاہتی تھی۔ سنہ ۱۹۲۷ء کے اجلاس مدراس میں کانگریس نے ایک قرار داد منظور کر کے ریاستوں کے لئے ذمہ دارانہ حکومت کا مطالبہ کیا تھا۔ ہر سال اسی قسم کی قرار دادیں منظور کی جاتی ہیں لیکن ان کا کوئی اثر ریاستوں پر نہیں پڑ رہا ہے۔ حکومت برطانیہ اور ریاستوں کے معاہدات میں یہ شرط ہے کہ ریاستوں کو بیرونی حملے سے محفوظ رکھا جائے گا۔ حکومت برطانیہ نے اندرونی امن کی ذمہ داری بھی قبول کی ہے جس کی وجہ سے راجہ مطلق العنان اور لاپروا ہو گئے ہیں۔ وہ اپنی رعایا کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ بڑی ریاستوں میں جن کو داخلی نظم و نسق میں اقتدار اعلیٰ حاصل ہے رعایا پر بے پناہ مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔ حکومت برطانیہ کو اس کی پروا نہیں کہ آیا دیسی راجہ معاہدات کے شرائط کی پابندی کر رہے ہیں یا نہیں۔

جب کشمیر کے مسلمانوں نے حقوق حاصل کرنے کے لئے ایجی ٹیشن شروع کی تھی تو حکومت برطانیہ نے مہاراجہ کشمیر کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنی رعایا کو حقوق عطا کریں۔ لیکن جب ہندوؤں کی اکثریت حکومت حیدرآباد کی بے شمار ناانصافیوں اور مظالم کی شکایت کرتی ہے تو حکومت برطانیہ کوئی توجہ نہیں کرتی۔ لیکن اس کی صرف ایک استثنائی صورت ہے جو نانڈیڑ کے گرودوارہ سے متعلق ہے۔ گرودوارہ سے ملی اراضی میں ایک مسلمان کی نعش دفن کی گئی تھی مگر سکھوں کی زبردست شورش کی وجہ سے یہ نعش وہاں سے ہٹا دی گئی۔

اردو زبان کی حفاظت

(بقیہ صفحہ ۸)

ایک خطرناک بھول ہے۔ اس کا تدارک بہت جلد ہونا چاہئے۔

(۳) پانچ ہزار روپے کا ایک بڑا انعام نوبل پرائز کی طرح مقرر کر دیا جائے جو ہر سال یا ہر دوسرے سال کسی مستحق ادیب کو عطا کیا جایا کرے۔

(۴) سستے ایڈیشنوں کی کتابیں شائع کی جائیں۔ انگریز لوگ جو کچھ دنیا کے دوسرے لوگوں سے لینا مقبول ہیں اس نے انگریزی صحافت میں گرا دیا۔ پے ایڈیشنوں کا عام رواج ہے ہم لوگوں نے بھی ان کی دیکھا دیکھی سستے ایڈیشن شائع کرنے شروع کر دئے ہیں۔ اس سے عوام کو کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ بہ نصف کو، ہندوستانی عوام اوسطاً چھ پیسے فی کس کماتے ہیں۔ اس لئے اقبال کا پیام جو تین روپے فی جلد

آریوں کے خلاف "گولکنڈہ پتریکا" کی مہم

"پرکال میں ایرانیوں کے مظالم" کے عنوان کے تحت گذشتہ پتریکا نے ایک مراسلہ شائع کیا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے آٹھ روز قبل موضع پرکال ضلع کریم نگر میں چند ایرانی وارد ہوئے اور عدالت ضلعی کی قدیم عمارت میں ٹھہر گئے۔ یہ ایرانی ہتھیاروں سے مسلح ہیں۔ یہ ہتھیار شاید تخت ڈالنے کے لئے ہیں اور لوگوں کو دھمکی دے کے روپیہ وصول کرنے کے لئے رکھے گئے ہیں۔ اس علاقہ کے پٹیل نے ہر غریب دوکاندار کے علاوہ رعایا سے تقریباً سو روپے وصول کر کے ان ایرانیوں کے حوالہ کئے۔ اس رعایا کو جو احتیاج افلاس کی وجہ سے کچھ دے نہیں سکتی پریشان کیا جا رہا ہے۔ بعض لوگوں سے کہا گیا ہے کہ اگر وہ روپیے نہ دیں گے تو انہیں نوکریوں پر پہنچا دیا جائے گا۔ ان ایرانیوں کے لئے روپیہ جمع کرنے کی خاطر بہت سے غریبوں پر ظلم کیا گیا۔ مسلمان ساہوکاروں اور عام رعایا سے روپیہ وصول نہیں کیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ان ایرانیوں کے لئے جو ہندوؤں کی سے آئے ہیں چندہ جمع کیا جا رہا ہے خاص کر اس زمانہ میں جبکہ جنگ کی وجہ لوگ پریشان اور فاقہ کشی کر رہے ہیں۔ توقع ہے کہ حکومت فوراً اس فساد کو اپنے ہاتھ میں لے گی اور رعایا کی دادرسی کرے گی۔

اس مراسلہ پر اپنے ایک اداریہ میں تبصرہ کرتے ہوئے "گولکنڈہ پتریکا" تحریر کرتا ہے کہ:

گذشتہ ماہ میں ایسے ہی مظالم کی اطلاع ملی تھی جو ایرانیوں نے ضلع ورنگل میں ڈھائے تھے۔ یہ معلوم ہوا کہ یہ ایرانی ایک بڑے جتھے کی صورت میں یا چھوٹے چھوٹے جتھوں میں منقسم ہو کر ڈاکہ ڈالا کرتے ہیں۔ اگر ہمارے مراسلہ نگار کی اطلاع کو باور کیا جائے تو پولیس کو جاننا چاہئے تھا کہ اس پٹیل کو جیل ان کی مدد کی ہے۔ ایرانیوں کو اب تک گرفتار کیوں نہیں کیا گیا۔ گذشتہ ایک سال سے ان کے مظالم سنتے ہم آ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ تماشا ہے اور ہم ہر موسم گرما کے دوران ہیں۔ متعدد اطلاعات اور تنقیدوں کے باوجود جو مقامی اخبارات میں ایرانیوں کے متعلق شائع ہوئی ہیں حکومت نے پبلک کو اب تک آگاہ نہیں کیا کہ ایرانیوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی۔ ضرورت ہے کہ اس خصوص میں ایک کمیونکہ شائع کیا جائے۔ یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ ان بد نصیبوں کے مظالم کو روکنے کے لئے اب تک کچھ نہیں کیا گیا۔

علم کتاب کے حساب سے کتاب ان کے قریب تک بھی نہیں پہنچ سکتی۔ انگلستان کو چھوڑ کر باقی یورپی ممالک میں مثلاً فرانس، جرمنی اور روس میں بیشتر کتابیں سستے ایڈیشنوں پر ہی شائع ہوتی ہیں۔ اور ساتھ ہی لاکھوں ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہوتی ہیں۔

ضلع کانفرنس ناندیڑ

خطبۂ صدارت

صدر کانفرنس مولوی سید علی اصغر صاحب بلگرامی نے اپنے خطبۂ صدارت میں حاضرین کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ مسرت ہے کہ پہلی ضلع کانفرنس کے انعقاد کے لئے ناندیڑ کے انتخاب کی وجہ یہ ہوئی کہ میں اس ضلع پر تقریباً [illegible] سال تک رہ چکا ہوں اور اس مدت میں ضلع ہذا کے مختلف طبقات سے میرا قریبی تعلق ہے اس ارتباط کی وجہ سے اس ضلع کے باشندے میری طرز خدمت گزاری ملک و مالک سے آشنا ہیں اور میں بھی ان کے حالات و ضروریات سے باخبر ہوں۔ پس ایسی جان پہچان کی فضا میں جو ضلع کانفرنس منعقد ہو اس کے نیک انجام کی مسرت کر ضمانت کی جا سکتی ہے اور مجھے توقع ہے کہ آپ حضرات کو جنہیں ضلع ہذا کے دیہاتی باشندوں کی نمائندگی کے لئے یہاں شرکت کی دعوت دی گئی ہے مجھ سے اپنی مقامی ضروریات کے اظہار میں کوئی پس و پیش نہ ہوگا۔

کانفرنس کے مقصد کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ نے کہا کہ جیسا کہ آپ لوگوں سے پوشیدہ نہیں ہے اس کانفرنس کے طلب کرنے کا سب سے اہم مقصد رہنے والوں کو ایک دوسرے سے زیادہ قریب کر دیا جائے تاکہ دیہات کے رہنے والے اپنی ضروریات و مشکلات کا اظہار براہ راست سرکاری عہدہ داروں سے زیادہ سہولت کے ساتھ کر سکیں اور ان دونوں کے درمیان تعلقات میں اور بھی زیادہ استحکام ہو جائے۔

شرکائے کانفرنس کا خیر مقدم فرماتے ہوئے صوبہ دار صاحب نے کہا کہ میری دعوت پر آپ حضرات نے جو تکلیف فرمائی اس سے میری بہت افزائی ہوئی۔ مجھے امید ہے کہ آپ کانفرنس کی سرگرمیوں میں پوری مستعدی کے ساتھ حصہ لیں گے اس لئے کہ جو کچھ کیا جا رہا ہے یا کیا جانے والا ہے اس سے ضلع کے باشندوں کا بہبودی مفاد اور صلاح و فلاح وابستہ ہے۔ آپ لوگ جن توقعات کے ساتھ اپنی مقامی ضروریات کو ان کانفرنسوں میں پیش کریں گے میں ان توقعات کو پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور ضلع ناندیڑ کی ہر امور خدمت نہ صرف میری پوری توجہ حاصل کرے گی بلکہ گورنمنٹ کی رہنمائی اور سرپرستی میں اس ضلع کانفرنس کے کاروبار کو ترقی کی اعلیٰ منازل طے کرنے کا کافی موقع ملے گا۔ میں اس موقع پر اس امر کی وضاحت کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کانفرنس میں مستقر کے عہدہ داروں کے سوائے جس قدر غیر سرکاری سند ہیں کو دعوت دی گئی ہے وہ سب تعلقات ضلع ہذا کے جاگیردار، منصبدار، دیشمکھ، دیشپانڈے، پٹیل، پٹواری، زراعت پیشہ اور زندگی کے ہر شعبہ [illegible] معاشرتی تعلق رکھتے ہیں اور کسی [illegible] کو دعوت نہیں دی گئی ہے۔

آپ نے آگے چل کر کہا کہ مجھے امید ہے کہ ہر تعلقہ کے نمائندگان رائے عامہ کو اپنے تعلقہ کی مقامی ضروریات کے اظہار میں تامل نہ ہوگا۔

آخر میں آپ نے فرمایا ''اب میں ضلع ناندیڑ کے ہر محکمہ کے ان کاموں سے متعلق جو سنہ ۱۳۵۰ف کے دوران میں اس سررشتہ کی جانب سے اس ضلع میں انجام پائے ہیں اور اپنے ذاتی تجربہ یا مشاہدہ کی بنا پر مقامی امور کی نسبت اپنی اور جو ضروریات ہوں ان کا اظہار کروں گا۔''

ضلع ناندیڑ کے سررشتہ داری کاموں پر تبصرہ کرتے ہوئے صوبہ دار صاحب نے کہا کہ اس ضلع کا حصہ خالصہ چھ تعلقات (دھرماباد، دیگلور، قندھار، بھوکر، مدکھیڑ اور ناندیڑ) پر مشتمل ہے جن کا مجموعی رقبہ ۲۳۰۲۲۰۰ ایکڑ اور زر مالگزاری بشمول ملحقہ (۹۰۳، ۸۰، ۲۶) روپیے ہے اور پورے ضلع کی مردم شماری (۹۰۰، ۹۹، ۵) ہے۔ سنہ ختم میں جملہ (۲۲۲۳۹۳) روپیہ تعمیرات جدید بشمول مرمت، نگہداشت شوارع، نگہداشت تالاب، صفائی اور تعمیر امکنہ جدید پر صرف مستقر ہی میں خرچ ہوئے۔ سررشتہ ایکسائز نے رعایا کی مدد باخرچ کے لئے (۲۳۵۳۳) روپیہ خرچ کیا۔ مستقر میں آبرسانی کی آمدنی (۱۰۰، ۳۱) روپیہ اور خرچ (۲۳، ۷۹۳) روپیہ تھا۔ ضلع ناندیڑ کی عدالتوں سے جملہ آمدنی (۳۲۲۹۹) روپیہ اور خرچ (۹۰۲۲۹) روپیہ ہوا۔ تعلیماتی عمارتوں پر (۲۱۰۰۰) روپیے، جملہ مدارس پر (۲۰۳۰۲۱۳) روپیے اور مدارس نسوان پر (۲۵۰۳۰) روپیہ، پولیس کی عمارتوں پر (۱۷۰۸) روپیے خرچ کئے گئے۔ آبکاری سے پانچ لاکھ (۳۲) ہزار روپیے کی آمدنی ہوئی۔ جنگلات کی آمدنی (۵۱۰۵۵) اور خرچ (۴۰۰۰۵) روپیہ ہوا۔ کروڑگیری کی آمدنی (۱۲۰۱۵۱) اور خرچ (۲۰۲۲) تھا۔ روئی کی کاشت کو ترقی دینے کے لئے سرکار عالی کی جانب سے بہت جدوجہد کی گئی کیونکہ یہ اس ملک کی اہم ترین پیداوار ہے جو تقریباً (۱۵) لاکھ ایکڑ پر لگائی جاتی ہے۔

صحت عامہ کا ذکر کرتے ہوئے صوبہ دار صاحب نے کہا کہ اس ضلع میں جملہ (۸) انگریزی دواخانے ہیں جن میں سے ایک مستقر پر ہے اور ہر تعلقہ میں ایک ایک ہے۔ ان کے علاوہ حمایت نگر اور [illegible] میں بھی ایک ایک دواخانہ ہے۔ سال زیر تبصرہ میں جملہ (۲۰۶۹۹) مرضا کو دواخانوں میں رکھ کر علاج کیا گیا اور بیرونی مریض جملہ (۳۲۱۵۰) زیر علاج رہے۔ ناندیڑ کے دواخانہ میں ایکس ریز آلہ موجود ہے جس سے نہ صرف ناندیڑ بلکہ اطراف و اکناف کے تمام علاقوں کے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں یہ آلہ [illegible] حضرات کے روپیے سے خرید کر رفاہ عام کے لئے وقف کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ رعایا نے ایک زچہ خانہ کی تعمیر کے لئے (...) روپیہ کا چندہ جمع کیا ہے جس کی تعمیر بہت جلد شروع ہو جائے گی۔

سررشتہ بلدیات کی نسبت صدر محترم نے کہا کہ یہ سررشتہ رعایا اور [illegible] رعایا کو مالی سرپرستی پہنچانے کے لئے وجود میں لایا گیا۔ ضلع ناندیڑ میں صدر بنک کا قیام سنہ ۱۳۳۲ف میں عمل میں آیا۔ سنہ ۱۳۵۰ف کے آخر میں انجمنوں کی تعداد (۲۲۲۰) تھی۔ ارکان پر جو قرض تھا اس میں سے ختم سال پر اصل (...) اور سود (...) روپیہ وصول ہوئے اور بقایا (...) اصل اور (...) سود جملہ (...) وصول طلب ہیں۔ انجمنوں کا ذاتی سرمایہ (...) روپیہ ہے اور سرمایہ مشترکہ (...) ہے۔ منجملہ صرف (۱۰) انجمن ذاتی سرمایہ پر کام کر رہی ہیں۔ اس ضلع میں دیہی انجمن (۱) ہیں جو (۱۰۳) ارکان پر مشتمل ہیں۔ ارکان کو جو قرضہ دیا گیا ختم سال پر اس میں سے (...) اصل اور (...) سود وصول ہوا۔ ان بنکوں کا سرمایہ ذاتی (...) اور مشترکہ (...) ہے۔ دیہی بنکوں کے لئے اس ضلع (۱۰۰) مواضعات کا انتخاب کیا گیا ہے جن کے منجملہ (۱۰) مواضعات میں کاروبار جاری ہے۔ تنظیم دیہی کے لئے جو تعلقات ہیں (۵) مواضعات کا انتخاب کیا گیا اور ان میں انجمنیں قائم ہو کر کاروبار کر رہی ہیں جن کے ارکان کی تعداد (۱۷۵) ہے۔

تعلیم کے مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے صوبہ دار صاحب نے کہا کہ اس ضلع میں مدارس وسطانیہ (۵) اور مدارس تحتانیہ ذکور (۲۶۳) ہیں جن میں (۱۵۲۹۰) طلبہ تعلیم پاتے ہیں۔ جملہ مدارس خانگی رجسٹری شدہ و غیر رجسٹر شدہ کی تعداد (۲۲) اور تعداد طلبہ (۲۲۰) ہے۔ مدارس تحتانیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں فیس نہیں لی جاتی۔ مدارس فوقانیہ (۱) ہیں، مدرسہ تعلیم بالغان (۱)، مدارس پسماندہ اقوام (۱۰) اور دیہی پاٹھ شالا سنسکرت (۱) ہے۔ ان سب مدارس کو شاہی امداد دی جاتی ہے۔ مدارس کے لئے (۱۰) جدید عمارتوں کی تعمیر کا کام ہو رہا ہے۔ جملہ مدارس شاہی و امدادی پر ۲۴۰۲۱۳ روپیے کے مصارف عاید ہوتے ہیں۔ مدارس نسوان کی تعداد (۳۰) ہے اور طالبات کی مجموعی تعداد (۱۰۹۳) ہے جن پر ۲۰۵۰۳ روپیے کے مصارف ہوتے ہیں۔ مستقر ناندیڑ میں ایک مدرسہ صنعت [illegible] میں قائم ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ایک مدرسہ فوقانیہ قائم ہے اس میں سنہ ۱۳۵۰ف کے ختم پر طلبہ کی تعداد (۱۱۰) رہی جس کے نتائج اطمینان بخش رہے۔

زمینات کے تحفظ کے لئے حکومت نے جو تدابیر اختیار کی ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے صاحب صوبہ دار صاحب نے کہا کہ ''سنہ ۱۳۵۰ف میں محکمہ [illegible] ریکارڈ قائم ہو جانے کی وجہ سے رعایا کے حقوق محفوظ ہو چکے ہیں اور اب کوئی طاقت ور اپنے کمزور ہمسایہ کی ملک و حقوق کو غصب نہیں کر سکتا۔ اس محکمہ کو بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے۔''

سررشتہ کروڑگیری کے اصلاحی کاموں کا ذکر کرتے ہوئے صوبہ دار صاحب نے کہا کہ اس سررشتہ سے مقامی صنعت کو فروغ دینے کے لئے ہر ممکن امداد دی جاتی ہے اور اس کا خیال کئے بغیر کہ آمدنی متاثر ہوگی کہ نہیں مقامی [illegible] کو ہر قسم کے مال کی درآمد پر معافیاں و مراعات دی جاتی ہیں۔ چنانچہ [illegible] سنہ ۱۳۵۰ف میں (۳۰۳۳۰۹) روپیے کا مال درآمد کیا جس کے محصول کی معافی کی مقدار ۱۲۰۱۵۵ روپیہ ہوئی۔

بقیہ صفحہ (۶)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

ہمارے دفاعات چٹان کی طرح مضبوط ہیں۔
(جنرل نوجو)

مگر یہ چٹان اسقدر آتش فشاں ہے کہ پہلے ہی ہوائی حملے میں ٹوکیو کی نشرگاہ نے عوام کو بارش کے لئے دعا مانگنے کی تلقین کی تھی۔

"مجھے تو تعجب ہے کہ آپ حضرات کو جنھیں ضلع ہٰذا کے دیہاتی باشندوں کی نمائندگی کے لئے یہاں شرکت کی دعوت دی گئی ہے مجھ سے اپنی مقامی ضروریات کے اظہار میں کوئی پس وپیش نہ ہوگا .... اس کانفرنس میں مستقر کے عہدہ داروں کے علاوہ جن قدر غیر سرکاری مندوبین کو دعوت دی گئی ہے وہ سب متعلقات ضلع ہٰذا کے جاگیردار، معتلقہ دار، دیسکھ، دیشپانڈے، انعام دار، زراعت پیشہ اور پبلک زندگی میں کاروباری یا معاشرتی نقطۂ نظر سے نمائندہ حیثیت رکھتے ہیں اور کسی پٹیل پٹواری کو دعوت نہیں دی گئی ہے"
(صدر ضلع کانفرنس نانڈیڑ)

اس فہرست میں لیڈروں کے نام نہ پاکر ہمیں بڑی مایوسی ہوئی۔ ضلع کی مقامی ضروریات ان غریب دیہاتیوں سے زیادہ وہ لیڈر بیان کرسکتے ہیں جو بلدہ میں وکالت کا پیشہ انجام دیتے ہیں۔ کیا ایسی کانفرنس کامیاب ہوسکتی ہے جس میں جاگیردار، معتلقہ دار اور کاشتکار تو شریک ہوں مگر رائے عامہ کے ٹھیکہ دار ہی شریک نہ ہوں۔

گاندھی جی نے سندھ کے ہندوؤں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنی وزارتوں سے مستعفی ہوکر حُروں میں بس جائیں
(ایک خبر)

ہماری رائے میں یہ مشورہ نہایت مبارک ہے اگرچہ بعض لوگ اس کو ناقابل عمل سمجھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ گاندھی جی ایک روحانی آدمی ہیں اور ان کے مشوروں پر عمل کرنے سے اس دنیا میں نہیں تو کم از کم دوسری دنیا میں ضرور فائدہ ہوگا۔ اور حُروں سے ملاقات ہوئی یقین مانئے کہ حوروں سے ملنے کی تمنا بر آئی کیونکہ حُروں نے سندھ کے وزراء کو سیدھا بہشت کا راستہ دکھانے کی قسم کھا رکھی ہے۔

سیلون بمبئی سے چاول خرید رہا ہے اور بمبئی اڑیسہ سے۔ اور اڑیسہ کے لئے آسام سے چاول درآمد کئے جارہے ہیں مگر چونکہ آسام ہمارے چاول نہیں خرید سکتا اس لئے آسام کو سیلون سے چاول خریدنا پڑے گا۔ ہم یہ نہیں بتاسکتے

کہ یہ کوئی خبر ہے یا معمہ

دفاتر سرکار عالی میں اردو کے استعمال سے متعلق جو گشتی حال میں نافذ ہوئی تھی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے "آنذہرا پتریکا" مدراس تحریر کرتا ہے کہ:-

"حکومت نظام نے انگریزی کو ترک کرنے کا فیصلہ اگر اس اصول کی بنا پر کیا ہے کہ نظم ونسق رعایا کی زبان میں چلایا جائے تو حکومت کو چاہیئے کہ سرکاری مراسلت کی زبان تلگی کو قرار دے جو اکثریت کی زبان ہے۔ لیکن اگر حکومت انگریزی کی جگہ اردو کو رائج کرنا چاہتی ہے تو ایسی اصلاح کا مقصد یہی ہے کہ ایک بدیسی زبان کی جگہ دوسری بدیسی زبان کردی جائے"

اب تک تو ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ بعض غیر ذمہ دار افراد اردو کو بدیسی زبان سمجھتے ہیں مگر اب جبکہ "آنذہرا پتریکا" اس ذمہ داری کے ساتھ اردو کو بدیسی زبان کہہ رہا ہے تو ہمیں اس کے تسلیم کرنے میں کیا عذر ہوسکتا ہے۔ معاصر موصوف نے یہ نہیں بتایا کہ آخر اردو کس دیس کی زبان ہے۔ کیا آندھرا پتریکا صاحب یا مہاراشٹر پارٹی جنت رانجی اس مسئلہ پر کچھ روشنی ڈال سکتے ہیں؟

مسٹر صاحب فینانس نے جدید صدر المہام بہادر کو مبارکباد دیتے ہوئے پھول پہنائے اور بزبان انگریزی تقریر کی۔ (ایک خبر)

بعض جرائد نے اس خبر کو طنز آمیز سرخیوں کے ساتھ شائع کیا ہے۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ انگریزی زبان میں تقریر کرنا کیوں قابل اعتراض ہے۔ حکومت سرکار عالی کی حالیہ گشتی مراسلت سے متعلق ہے نہ کہ تقریر سے۔ اس کے علاوہ اس گشتی میں ختی امور کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے اور دلی جذبات کا خیر مقدم کرنا ابھی تو آخر ایک نجی فعل ہے۔

حکومت اور عوام میں قریبی تعلق رکھنے کے لئے بہت جلد ایک مجلس دفاع کے قیام کا اعلان ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مجلس سرکاری اور غیر سرکاری ارکان پر مشتمل ہوگی جس میں تقریباً (۳۵) غیر سرکاری ارکان ہوں گے (اورینٹ پریس)

ہم ان لیڈروں کو مبارکباد دیتے ہیں جو ہوائی حملوں سے بچاؤ کی تدابیر میں تعاون کرنے کے بجائے مجلس دفاع کی رکنیت کے لئے بیقرار تھے۔ اب ہمیں یقین ہے کہ تنگ سے آزادی تنقید و تعریض سے بالاتر کیا جائے گا۔

مولانا آزاد کو گاندھی جی کی نئی تجاویز کا علم نہیں
(ایک سرخی)

اب ہماری سمجھ میں آیا کہ مسٹر جناح نے مولانا آزاد کو "شو بوائے" کیوں کہا تھا

مسٹر بابو ہمدرداؤ مشرلے نے پونا میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:-

جب ہندوؤں کی اکثریت نے حکومت حیدرآباد کے خلاف اس کی بے شمار ناانصافیوں اور مظالم کی شکایت کی تو حکومت برطانیہ نے کوئی توجہ نہیں کی۔ حرف نانڈیڑ کے سکھ گرودوارہ کا مسئلہ ایک ہوشتانی حیثیت کا ہے۔ ایک مسلمان کی نعش گرودوارہ کی اراضی کے حدود میں دفن کی گئی تھی مگر سکھوں کی شور وپکار سے اس نعش کو ہٹادیا گیا۔ (کیسری، پونا)

نیکی برباد گناہ لازم

ضلع کانفرنس نانڈیڑ

بقیہ صفحہ (۵)

اس کے علاوہ جیرانی ادارہ جات اور رفاہ عام کے لئے جو آمد ہوتی ہے اس پر محصول معاف کیا جاتا ہے۔ مزید اس سال رعایا کی راحت وآسائش کے لئے (۱۰۲،۲۰۱) روپیہ کے مال پر ۹۲۲۳ روپیہ کی معافی دی گئی۔ سنہ ۱۳۵۱ف میں (۵) جدید طلقہ قائم ہوئے اور ان کی ایک سالہ معافی محصول کی رعایت دی گئی ہے۔

آبرسانی کے کاموں کا تذکرہ کرتے ہوئے صوبہ دار صاحب نے کہا کہ "مستقر ضلع میں آبرسانی کا کام سنہ ۱۳۴۶ف میں (۵۵۲،۰۰۱) روپیہ کے صرف سے تکمیل کو پہنچا۔ اس میں جو آلات اور مشنری استعمال ہوئی ہے اس کا جواب شاید ہندوستان کے چند مخصوص شہروں میں مل سکے گا۔ اس علاوہ نل کا انتظام قابل ذکر ہے اور پورے شہر میں (۳۳،۱۰) میل نل بچھے ہوئے ہیں اور اس کی آمدنی سنہ ۱۳۵۰ف میں (۰۰،۲۰۰) اور خرچ (۲۳۰۹۲) روپیہ ہوا۔

سیاست ہند

مسٹر راجگوپال چاری کی مہم

حالیہ اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پنڈت نہرو اور مولانا آزاد نے جنوبی ہند کے دورہ کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ صف اول کے کانگرسی لیڈروں میں تصادم کا جو امکان نظر آ رہا تھا شاید وہ اب رونما نہ ہو۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ کانگرس کی پالیسی کے علمبرداروں نے مسٹر راجگوپال چاری کے لئے میدان کھلا چھوڑ دیا ہے۔ مسٹر راجگوپال چاری اپنے منصوبہ کے مطابق جنوبی ہند کا دورہ کر رہے ہیں بحیثیت مجموعی یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی تحریک کو اس ہنگامہ آرائی کے باوجود بعض حلقوں میں نظر آ رہی ہے کافی تائید حاصل ہو رہی ہے۔ مخالفت زیادہ تر ہندو مہا سبھا کی طرف سے کی جا رہی ہے اور بعض مقامات پر مہا سبھائیوں نے ناشائستہ مظاہرے بھی کئے۔ اس کے باوجود مسٹر راجگوپال چاری کا دورہ اشاعت خیال کے نقطۂ نظر سے کامیاب ثابت ہو رہا ہے۔ ابھی یہ چیز غور طلب ہے کہ صوبہ مدراس کی پبلک پر خاص کر کانگرسی خیال کے افراد پر اس کا کیا اثر مرتب ہوگا۔

گذشتہ ہفتوں میں ہندوستان کی سیاست جو رخ اختیار کر رہی ہے اس میں مسلم قائدین کے آراء کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اگرچہ مسلم قائدین ابتدا ہی سے قرار داد مدراس کی تائید کر رہے ہیں مگر انہوں نے اپنی رائے کو کسی باقاعدہ قرار داد کی صورت میں پیش نہیں کیا۔ مسٹر جناح اب تک خاموش ہیں لیکن ان کے بعض رفقائے کار نے اپنی رائے ظاہر کر دی ہے اور اس رائے کو مسلم لیگ کا نقطۂ نظر سمجھا جانا ہوگا۔ مثلاً سر ناظم الدین بنگال کے سابق وزیر داخلہ اور لیگ کے رکن عاملہ نے ایک صحافتی بیان میں کہا ہے کہ "میں سمجھتا ہوں کے یہ قدم صحیح سمت میں اٹھایا گیا ہے اور میری رائے میں ہندو مسلم اتحاد پیدا کرنے کو یہی ایک راستہ ہے خاص کر ایسے وقت میں جبکہ ہندوستان کو بیرونی حملے کا اندیشہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ بتدریج وہ لوگ بھی زیادہ سے زیادہ تائید کرینگے جو تعصب سے پاک ہیں اور واقعی ہندوستان کی آزادی چاہتے ہیں"۔ جب مولانا آزاد کے اس بیان کے متعلق دریافت کیا گیا کہ مسلم لیگ سے گفت و شنید کرنے کے لئے پانچ نمائندوں کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے تو سر ناظم الدین نے کہا کہ "اس پیشکش کے کوئی معنے ہی نہیں جب تک سب سے پہلے کانگرس کے نمائندے یہ منظور نہ کر لیں گے کہ وہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی قرار داد کی رو سے ہی پاکستان کے مسئلہ پر بحث کرنے سے قاصر ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ کانفرنس پانچ منٹ میں برخاست ہو جائیگی"۔

مزید تائید

صوبہ سرحد کی مسلم لیگ کے ایک ترجمان نے بھی اسی قسم کی رائے کا اظہار کیا۔ خود مدراس اور صوبہ متحدہ کے مسلم لیگی قائدین کی یہی رائے ہے۔ صوبہ مدراس کے مسلم لیگی مسلمانوں کی ایک کانفرنس نے یہ طے کیا کہ مسٹر راجگوپال چاری کی تحریک کی تائید کی جائے۔ بمبئی کی ایک ڈسٹرکٹ کانفرنس سے قطع نظر عام طور پر مسلمانوں کی رائے تحریک مدراس کی تائید میں ہے۔ ڈاکٹر سید محمود سابق وزیر بہار و رکن عاملہ کانگرس نے ایک مضمون میں پاکستان پر بحث کی ہے۔ اگرچہ وہ تقسیم ہند کے خلاف ہیں مگر وہ مسلمانوں کے شبہات دور کرنے کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ ڈاکٹر محمود پاکستان کی یہ تعبیر کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک مطابق یہ دو قوموں کے نظریہ پر مبنی ہے اور اس قابل ہے کہ اس پر غور کیا جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس اسکیم کا تصور وفاقوں کی تخلیق پر مبنی ہے جیسا کہ کناڈا کے ابتدائی دستور میں تھا اور ان وفاقوں کے مابین معاہداتی تعلقات ہے مسٹر جناح کو یہ تصور بہت پسند ہے۔ اس اسکیم میں صوبوں کو دو وفاقوں کے تحت لایا گیا ہے جو ایک دوسرے سے علحدہ اور آزاد ہیں اور ان دو وفاقوں سے ایک عہد نامہ یا کانفیڈریشن تشکیل دیا گیا ہے جس کو چند اختیارات سپرد کئے گئے ہیں۔ اگر مسلم لیگ کی اسکیم کی یہ تعبیر صحیح ہے تو اس پر گفت و شنید کی بنیاد بنایا جا سکتا ہے۔ اگر اس پر غور کرنے کے لئے مل جل کر بیٹھ جائیں تو اس کے نقائص واضح کئے جا سکتے ہیں۔ اس میں ترمیم کی جا سکتی ہے۔ اس کو مسترد کیا جا سکتا ہے اور اس کی جگہ کوئی اور اسکیم پیش کی جا سکتی ہے جو قابل عمل اور قابل قبول ہو۔ میں یہ خیال صاف دلی کے ساتھ پیش کر رہا ہوں کیونکہ میں ہندوستان کی تقسیم کے خلاف ہوں"۔

دروازہ بند کر دیا گیا۔

یہ بات واضح نہیں ہوئی کہ آیا ڈاکٹر محمود مسلمانوں کو ایک علحدہ مملکت تشکیل دینے کا حق دینے تیار ہیں اگر وہ اس کا مطالبہ کریں؟ یہ ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ مسلم لیگ صدر کانگرس کی پیشکش کو قبول کر کے گفت و شنید پر آمادہ ہوگی تاوقتیکہ لیگ کے مطالبہ کو موضوع بحث نہ بنایا جائے سر ناظم الدین کی طرح چودھری خلیق الزماں نے بھی یہ کہا ہے کہ کانگرس اور لیگ کے نمائندوں کے ملنے سے کوئی مفید نتیجہ مترتب نہ ہوگا تاوقتیکہ پنڈت جگت نارائن لال کی قرار داد جو آل انڈیا کانگرس کمیٹی الہ آباد میں منظور کی گئی تھی واپس نہ لے لی جائے۔ اگر کانگرس کو یہ پیشکش منظور ہی ہے تو اس کو سب سے پہلے الہ آباد کی قرار داد واپس لے لینی چاہئے اور اس کے بعد مسلم لیگ سے گفتگو کرنے کے لئے پانچ نمائندے مکمل اختیارات کے ساتھ مقرر کر لئے جائیں اور پاکستان کے مسئلہ کو قبول کر کے ایک سمجھوتہ پر پہونچنا چاہئے۔

سوال یہ ہے کہ آیا کانگرس یہ اعلان کرنے تیار ہے کہ وہ پاکستان کی کسی ایک صورت کو یعنی پاکستان کے اصول کو قبول کرے گی۔ مسٹر راجگوپال چاری کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی خاص علاقے کے باشندوں کی اکثریت علحدہ رہنا چاہتی ہے تو آزاد ہندوستان اس حق کو مسترد نہیں کر سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ گاندھی جی کانگرس اور جواہر لال جی اس کو صاف و صریح طور پر متعدد بار تسلیم کر چکے ہیں۔ ترغیب اور اتحاد پیدا کرنے کی کوشش میں کوئی قباحت نہیں۔ ہم سب فکر کر کوشش کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ جبراً کسی علاقہ میں وحدت ...

پر جو علحدہ رہنے کا تصفیہ کر چکی ہو جبراً اتحاد میں شریک نہیں کی جائیگی۔ میری تجویز کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اتحاد کے مقصد کو ترک کر رہے ہیں اور نہ یہ منشا ہے کہ اتحاد کرنے کی کوشش ترک کی جائے۔ میری تجویز میں صرف یہ بات مضمر ہے کہ کسی خاص رقبہ کے باشندوں کو ان کی مرضی کے خلاف مجبور نہیں کیا جائیگا۔

گاندھی جی کی رائے

گاندھی جی نے صاف و صریح طور پر یہ اعلان کر دیا ہے کہ وہ اس قسم کے کسی وعدہ کی پابندی نہیں کر سکتے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسٹر راجگوپال چاری جاپانیوں کو دور رکھنے کی امید میں اور اتحاد حاصل کرنے کی خاطر علحدگی کو تسلیم کر رہے ہیں میں ہندوستان کی تقسیم کو ایک گناہ تصور کرتا ہوں۔ میرا یہ ایمان اس خیال کا حامل ہے کہ میں اپنے ہمسایہ کو ارتکاب گناہ سے باز نہیں رکھ سکتا۔ راجگوپال چاری اس گناہ کے فریق بننے تیار ہیں اگر ہمسایہ اس کا ارتکاب کرنا چاہے۔ مگر میں فریق نہیں بن سکتا"۔

اردو زبان کی حفاظت

از

جناب کرشن چند رصاحب ایم اے ایل ایل بی

اردو زبان کی حفاظت کی ضرورت اس لئے محسوس ہوتی ہے کہ اردو کو ہندوستان بھر کے عوام کم و بیش بولتے اور سمجھتے ہیں۔ صوبہ جاتی زبانیں تو اپنے اپنے علاقوں تک محدود ہیں۔ لیکن وہ زبان جسے مختلف صوبوں کے رہنے والے ہندوستانی عوام ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کے استعمال میں لاتے ہیں، اردو ہے۔ عوام کے لئے اردو اور پڑھے لکھے بورژوا قسم کے لوگوں کے لئے انگریزی زبان انگریزی زبان کی حیثیت آج وہی ہے جو مغلوں کے وقت فارسی زبان کی تھی، فارسی کو عوام اپنا نہ سکے اس لئے وہ ہندوستان میں بطور ایک زبان کے زندہ نہ رہ سکی۔ انگریزی زبان بھی یقیناً ایک دن مغلوں کی شاہی زبان کی طرح چلی جائے گی اور باقی رہے گی یہی بے چاری غریب نادار اردو جو کہ بقول شاعر

یہ ہماری زبان ہے پیارے

دوسری بات یہ ہے کہ ہندوستان اس وقت ایک نئے دور سے گزر رہا ہے، عوام کی بڑھتی ہوئی بے چینی کو غدر کی آگ نہ مٹا سکی نہ چوری چوری کے واقعات، تشدد یا عدم تشدد کوئی طاقت یا فلسفہ چاہے وہ کتنا ہی بڑا مہیب اور عظیم الشان کیوں نہ ہو اسے نہیں مٹا سکتا۔ عام اصطلاح میں اسے پیٹ کی بھوک کہتے ہیں، یہ ایک خالصتاً مادی چیز ہے۔ اور مادی ہی چیز سے مٹائی جا سکتی ہے لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ ہندوستان ہے۔ ہندوستان جو جاتا رہا ہے روحانیت کا مرکز رہا ہے اور تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب کبھی عوام اپنے سماجی اور اقتصادی مسائل لے کر آگے بڑھے ہیں، وہ ہمیشہ جنگ و دنیا کے محرکوں اور لڑنے میں کامیاب ہوئے ہیں، لیکن کبھی آخر میں کبھی درمیان کے وقفے میں اور اکثر ساتھ ساتھ ہی پرانے دور کو برقرار رکھنے کے لئے عوام کی مخالف جماعتیں نئی نئی صورت میں سامنے آکر عوام کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو جایا کرتی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ یہ فریب سازی ہمیشہ قائم نہیں رہتی، لیکن ایک وقت تک ضرور قائم رہتی ہے، اور اکثر دیر تک بھی قائم رہتی ہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں جب کبھی ہندوستانی سماج نے اپنا قدم آگے بڑھایا ہے، پرانے خیال کے رجعت پسند گروں نے روحانیت کی مناسبت سے مذہبیت کا ایک نیا چکر چلا دیا ہے، اور عوام کی توجہ کو اہم مسائل اور نقطہ نظر سے دور لے جاکر دور از کار اور شاید موہوم مسائل میں پھنسانے کی کوشش کی ہے۔ نام لینے کی ضرورت نہیں لیکن تاریخ داں حضرات جانتے ہیں کہ ہندوستان میں وہ فلسفے جو سماج کی ترقی کے وقت سدراہ ثابت ہوئے ہیں، اور ان علاوہ سماجی اور معاشرتی طور پر رجعت پسند تھے وہ ہمیشہ مذہبیت کی بنا پر پنپے ہیں اور اکثر کافی لمبے عرصوں تک عوام کی جدوجہد کو روکنے میں کامیاب رہے ہیں۔

آج بھی صورت حال وہی ہے، ہندوستانی کا رخ ترقی کی طرف ہے، ہندوستان کے عوام اپنے مادی مسائل کو حل کرنے میں کوشاں نظر آتے ہیں، یہ مادی مسائل نہایت سادہ ہیں مثلاً روٹی، پانی، کپڑا اور جسمانی آرام اور صحت اور بدنی صفائی کے لئے صابون اور کھیلنے کے لئے فرصت اور جگہ، اس قسم کی معمولی چھوٹی اور سیدھی باتیں آج کل کے ہندوستانی عوام کا شغل ہیں، لیکن وہ ہندوستانی جتنے جو آج سے سو سال پہلے یقیناً ترقی پسند اور باغی تھے اور اب سماجی اور اقتصادی حالات سے رجعت پسند ہیں۔ عوام کے اس شغل کو پسند نہیں کرتے، عوام کے اس عمل کو روکنے کے لئے اور اسے مٹانے کے لئے ساتھ ہی ساتھ ایک مذہبی اور نفسیاتی رد عمل کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس نفسیاتی رد عمل کو اگر ہم [illegible] کی نشاۃ ثانیہ کہا جائے تو میرے خیال میں بے جا بات نہ ہوگی اور یہاں ہمارے متعلق صرف یہ بات ہے کہ اس نشاۃ ثانیہ کا اثر و رسوخ اردو زبان کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ اردو تمام ہندوستانی عوام کی مشترکہ زبان ہے جس سے وہ اپنی سماجی، معاشی، اقتصادی اور مجموعی مسائل سے ایک دوسرے کو آگاہ کر سکتے ہیں۔ انگریزی نہیں کیونکہ وہ محض پڑھے لکھے بورژوا طبقوں کی زبان ہے، فارسی نہیں، عربی نہیں، سنسکرت نہیں، بلکہ محض اردو، جو ہندوستان ہی میں مختلف صوبوں کے لوگوں کے میل جول سے بنی بڑھی اور پروان چڑھی، جس کے متعلق آج سے آٹھ دس سال پہلے اور شاید اب بھی، یہ خیال تھا کہ آزاد ہندوستان کی لنگوا فرینکا کہلائے گی۔ اور آج اس قدامت پرستی کی نشاۃ ثانیہ کے طفیل یہ حالت ہے کہ اکثر لوگ یہ اعلان کر رہے ہیں کہ اردو محض مسلمانوں کی زبان ہے۔ درحالیکہ یہ دعویٰ بالکل غلط ہے۔ زبان کی اساس مذہب پر نہیں ہوتی بلکہ سماجی اور اقتصادی ضروریات پر مبنی ہوتی ہے اور جب زبان عوام کی سماجی اور اقتصادی ضروریات کا ساتھ نہیں دیتی تو مر جاتی ہے، سنسکرت کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ اردو اس لحاظ سے عوام کی زبان ہے جسے لاکھوں کروڑوں ہندو بولتے، لکھتے اور سمجھتے ہیں، اس زبان میں سیکڑوں اخبارات اور رسائل شائع کئے جاتے ہیں۔ جن میں سے بعض کی تعداد اشاعت کئی اچھے اچھے انگریزی اخباروں سے دگنی ہے۔ اگر اردو مسلمانوں کی زبان ہوتی تو ملاپ، پرتاپ، تیج اردو زبان میں شائع نہ ہوتے، جو ہندوؤں میں آریہ سماجی نقطہ نگاہ کی ترجمانی کرتے ہیں اور اگر دوسری طرف مسلمان حضرات کو زبان کے معاملے میں بھی اپنے مذہب کو مقدم رکھنا مقصود ہوتا تو وہ محض عربی زبان کو فروغ دیتے۔ اس لئے یہ کہنا کہ اردو ہندوؤں یا مسلمانوں یا کسی اور مخصوص مذہبی فلسفے کی زبان ہے قطعاً غلط ہے۔ لیکن بدقسمتی سے مذہبیت کے اس نئے چکر میں پڑ کر جو عوامی بیداری کے ساتھ ساتھ ہی پیدا کر دیا گیا ہے۔ بہت سے لوگ اس سوال کو صحیح نقطہ نظر سے غور و فکر کرنے کی صلاحیتوں سے محروم ہو چکے ہیں، اور جہاں زبان کو ایک طرف سنسکرت آمیز بنایا جا رہا ہے۔ وہاں دوسری طرف اسے معرب و مفرس بنانے کا رجحان بھی موجود ہے، دونوں طریقوں سے زبان عوام سے دور ہوتی جا رہی ہے اور مصنوعی اور غیر فطری بن رہی ہے۔ مگر زبان کی حفاظت ضروری ہے اس لئے اردو کے ہر ادیب کا یہ فرض اولین ہے کہ وہ اس مسئلہ کے متعلق نہایت غور و فکر کرے اور پھر جو نتائج اس کی سمجھ میں آئیں انہیں تجاویز کی صورت میں ملک کے سامنے پیش کرے۔

اس سلسلہ میں میری ذاتی تجاویز یہ ہیں جنہیں بہ لحاظ اختصار آپ کے سامنے پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں:۔

(۱) ان تمام کوششوں کو جو زبان کو سنسکرت آمیز یا مفرس اور معرب بنانے کے لئے ہو رہی ہیں اردو کا جسے زبان کی فطرت کی مناسبت سے اس امر کی خاص کوشش ہو کہ اس کا تعلق ہمیشہ کے لئے عوام سے وابستہ ہو جائے۔ یہ دو صورتوں میں ہو سکتا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ کہ صوبہ جاتی زبانوں سے زیادہ سے زیادہ الفاظ جذب کئے جائیں، اس کے لئے اردو کے ادیب جاٹو [illegible] اور گجراتی اور مراٹھی زبان میں لکھے ہوں زیادہ موزوں ثابت ہوں گے اور اپنی تحریروں میں ان صوبائی زبانوں کے وہ الفاظ جو صرفی اور دیگر پہلوؤں سے اردو میں جذب ہونے کی صلاحیت رکھتے ہوں استعمال کریں۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ اردو ادب کو ہندوستانی عوام کے جذبات و احساسات کا آئینہ دار بنایا جائے۔ دنیا میں سب سے ضروری بات صرف یہی نہیں کہ عشق کس طرح کیا جاتا ہے۔ گو چند بورژوا طبقے جن کے پاس روپے پیسے کی فراوانی ہے یا متوسط طبقے کے شخص نادر و نوجوان مزیدار چیزوں میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ ہندوستان کے عوام نہایت شدید طور پر ان امور کے متعلق بھی جاننا چاہتے ہیں کہ روٹی کس طرح کمائی جاتی ہے۔ سرمایہ کیا ہے؟ اور یہ کس طرح چلتا ہے، زنجیر کسے کہتے ہیں، جمہوری نظام کسے کہتے ہیں؟ مذہب اور سائنس کے جدید اختلافات اور بہت سی علمی جغرافی باتیں معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اور آپ ان تمام چیزوں کو اپنے ادب میں لے آئیں گے جب اردو ادب صحیح معنوں میں ترقی کرے۔

(۲) اردو زبان کی حفاظت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اردو کے ادیبوں کی حفاظت کی جائے، وہ مغلئی دور کا جاگیردارانہ نظام گزر گیا جب شاعروں اور ادیبوں کی پرورش کا فرض نوابوں، راجاؤں اور مہاراجاؤں کے سپرد تھا۔ اب عوام کا زمانہ ہے، راجا، نواب اور امراء کا طبقہ کسی ایسی تحریک کو عوام کے جذبات کا آئینہ دار بنائے۔ خیر مقدم نہیں کر سکتا۔ اب یہ فرض پبلشرز کے سر آن پڑا ہے۔ رسائل اور [illegible] خاص کر اخبارات کے ذمہ یہ فرض ہے کہ وہ اردو کے ادیبوں کو ان کی محنت کا صلہ دیں، انگریزی زبان کی ابتدائی حالت میں انگریزی پبلشر اور جیسے انگریزی ادیبوں کا بہت برا حصہ ہے۔ اور آج کل ادیب بھی [illegible] میں اردو کا ادیب [illegible] سے یہ توقع رکھنا کہ وہ ساری عمر لوگوں کی دلداری [illegible] خدمت کرتا جائے گا۔ (بقیہ صفحہ ۱۲ پر)

راجہ جی کے استدلال کا جواب غنڈہ پن نہیں

جلسوں میں ہنگاموں کے خلاف گاندھی جی کا اظہار خیال

گاندھی جی اس ہفتہ کے اخبار ہریجن میں رقمطراز ہیں کہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ راجہ جی ایک ایسے مقصد کو چلا رہے ہیں جس نے انہیں رفقاء کار سے علیحدہ کر دیا ہے لیکن ان کا بدترین دشمن بھی ان پر یہ الزام نہیں لگا سکتا کہ ان کی اس غیر معمولی کاوش کے پیچھے کوئی خود غرضی ہے جو کہ وہ اس تنازعہ کے لئے کر رہے ہیں جس کے وہ خود بانی ہیں اس سے ان کے لئے انتہائی ستائش کا اظہار ہوتا ہے وہ اس کے مستحق ہیں کہ احترام کے ساتھ ان کی باتوں کو سنا جائے ان کا مقصد بلند ہے۔ یہ ایک قابل قدر بات ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے جدوجہد کی جائے اور یہ بات اتنی ہی قابل قدر ہے کہ جاپانیوں کے زبردستی داخلے کو روکنے کی کوشش کی جائے ان کی رائے میں یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔

استدلال کا جواب غنڈہ پن نہیں

ان کے استدلال کا جواب غنڈہ پن نہیں ہے ان کے جلسوں میں ہنگامے ایک زبردست عدم تحمل کی علامت ہے اگر ہم دوسرے فریق کے سننے کے لئے تیار نہیں ہیں تو جمہوریت کی نشوونما ممکن نہیں۔ جب ہم اپنے مخالفین کی بات سننے سے انکار کر دیتے ہیں یا سننے کے بعد ان کا مذاق اڑاتے ہیں تو ہم عقل و خرد کے دروازہ کو بند کر دیتے ہیں۔ اگر عدم تحمل ایک عادت ہو جائے۔ ہم اس نقصان میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ صداقت ہمارے ہاتھوں سے جاتی رہے۔ ان حدود کے ساتھ جو فطرت نے ہماری فہم پر عائد کی ہیں ہمیں اس روشنی کے مطابق جو ہمیں عطا کی گئی ہے بغیر کسی خوف کے عمل کرنا چاہئے۔ ہمیں چاہئے کہ ہمیشہ اپنے ذہن کو کھلا رکھیں اور اس امر سے آگاہ رہنے کے لئے تیار ہیں کہ جس چیز کو ہم صداقت سمجھتے تھے وہ باطل تو اس کے برعکس تھی۔ ایسے کھلے ذہن سے ہماری اس صداقت کو تقویت پہنچتی ہے جو ہم میں ہے اور اس سے گزار کر کے اور کھوٹ صاف کر دیتی ہے۔ لہٰذا ان سب سے جو راجہ جی کے جلسوں میں ہنگامے پیدا کر رہے ہیں میں عرض کرتا ہوں کہ ایسا نہ کریں بلکہ بصبر و احترام کے ساتھ ان کی باتوں کو سنیں جس کے وہ مستحق ہیں۔

راجہ جی جھوٹی فضا پیدا کر رہے ہیں

قاری اس بات کو جانتا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ راجہ جی غلطی پر ہیں۔ وہ ایک جھوٹی فضا پیدا کر رہے ہیں وہ پاکستان پر عقیدہ نہیں رکھتے۔ نہ ہی قوم پرست مسلمان اور دیگر ایسے اصحاب کو جو حق علیحدگی یا جداگی کو تسلیم کرتے ہیں۔ پاکستان پر عقیدہ ہے وہ اصحاب اور راجہ جی یہ کہتے ہیں کہ بہترین طریقہ ہے کہ مسلم لیگ کو مطالبہ علیحدگی سے باز رکھا جا سکتا ہے مجھے اس بات سے حیرت ہے کہ اکثر مسلمان ایک ایسی رعایت پر اظہار مسرت کرتے ہیں جس کی قیمت مشکوک ہے۔ میں سوائے مزید جھگڑوں کے بیجوں کے اس میں کوئی چیز نہیں دیکھتا۔ اس بارے میں صرف اس قدر کہنا کافی ہونا چاہئے کہ اگر مسلمان واقعی اس کو چاہتے ہیں تو انہیں کوئی چیز اس کے حاصل کرنے سے روک نہیں سکتی۔ تاوقتیکہ وہ کسی ثالثی کو تسلیم نہ کریں وہ اس کو رائے سے یا تلوار سے حاصل کریں گے لیکن یہ سب اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ برطانوی اقتدار پوری طرح اٹھا لیا جائے۔ اور جاپانی خطرہ ختم ہو جائے اس وقت تک نہ کوئی "پاکستان" ہے نہ "ہندوستان" نہ ہی کوئی اور "استان"۔ یہ آج "انگلستان" ہے اور اگر ہم احتیاط نہ کریں تو کل "جاپانستان" ہو سکتا ہے۔ اگر وہ سب جو ہندوستان کو اب اور ہمیشہ کے لئے اپنا گھر سمجھتے ہیں اس موجودہ اور آنے والے خطرہ سے اس کو بچانے کے لئے پوری قوت کو استعمال کریں اور جب ہر دو خطرات قطعی طور پر ختم ہو جائیں۔ اس وقت موقع ہوگا کہ پاکستان اور دیگر "استان" کے بارے میں گفتگو کریں اور باہم کسی رضامندانہ فیصلہ کو پہنچیں یا پھر لڑائی کریں۔ کوئی تیسری جماعت ہماری تقدیر کا تصفیہ نہیں کرنا چاہئے۔ یہ عقل و فہم ہو یا تلوار، راجہ جی کا طریقہ کار ہمیں ایک اندھی گلی کو پہنچاتا ہے۔ تاوقتیکہ ان کا قابل تعریف وطن پرستانہ اصرار ایک ایسا راستہ نہ کھولے جو انہیں اور ہم میں سے کسی کو بھی معلوم نہیں ہے مختلف آرا کا نتیجہ خواہ کچھ ہی ہو ہر کسی کا فرض باہمی صبر و تحمل اور احترام کرنے کا ہے۔

شمالی اور مرکزی برما کے وسیع علاقہ پر حملے

طیران گاہ مارگوا اور دریائے چنڈون پر بمباری

نئی دہلی۔ ۱۳ جون۔ فضائی ہیڈ کوارٹرز کا ایک اعلامیہ مظہر ہے کہ شمالی اور مرکزی برما میں دشمن کے اہم نشانات پر پھر حملہ کیا گیا۔ بلنہیم طیاروں نے طیران گاہ مارگواہ پر حملہ کیا نشانات پر بھاری بم برسائے گئے اور پٹرول کے مخازن میں آگ لگا دی گئی۔ شمالی برما میں ہریکین طیاروں نے دریائے چنڈون کے ایک وسیع علاقہ میں بموں اور مشین گنوں سے حملے کئے۔

ہمارے تمام طیارے بخیریت واپس آگئے۔

محاذ لیبیا پر رومل کی حیرتناک ناکامی

لندن ۱۳ جون۔ محاذ لیبیا کی صف اول سے مراسلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے بیشتر جرمن جارحانہ حملہ کبھی اس قدر موثر طریقہ سے اپنی اصلی صورت اختیار کرنے سے پہلے ختم نہیں کیا گیا۔ یہ کہنا غلط ہوگا کہ سرحدی میدانوں کے مختلف علاقوں میں دشمن پوری طرح پیچھے ہٹ رہا ہے اور یہ ممکن ہے کہ وہ پھر جنگ کرنے کے لئے لوٹ آئے۔ لیکن وہ اپنے حملہ میں کامیابی کا دوبارہ کبھی اس قدر یقین نہیں کر سکیگا۔ اپنی تجویز کو عملی جامہ پہنانے میں رومل کی ناکامی کی زیادہ تر وجوہات ہماری طرف سے پیش کردہ متعدد حیرت ناکیاں ہیں پہلی حیرت جرمنوں کو اس سے ہوئی کہ ان کے مقابلہ میں "امریکن جنرل گرانٹ" قسم کے ٹینک تھے جو ہم گذشتہ چند ماہ سے بڑی تعداد میں فراہم کر رہے ہیں مشرق وسطیٰ میں ان کے وجود کو انتہائی راز میں رکھا گیا۔ جرمنوں کے لئے دیگر حیرت ناکیاں کئی قسم کے پیادہ خاص طور پر اس مقصد کے لئے لائے ہوئے اینٹی ٹینک فائر تھے۔

اس امر کا انکشاف کیا گیا ہے کہ تیسرے ہندوستانی موٹر بریگیڈ گروپ نے بیر الحکیم کے اطراف دشمن کے حملہ کا پورا دباؤ برداشت کیا۔

مشرق بعید

الاسکا کے بندرگاہ پر جاپانیوں کا حملہ

واشنگٹن ۔ ۱۳ جون۔ محکمہ بحریہ نے اعلان کیا ہے کہ کل صبح جاپانی طیاروں نے الاسکا کے ولندیزی بندرگاہ پر حملہ کیا! چار بمبار طیاروں نے مع ۱۵ جنگجو طیاروں کے اس حملہ میں حصہ لیا جس میں خفیف سا نقصان ہوا۔ چند جنگی عمارتوں کو آگ لگا دی گئی لیکن کوئی نقصان نہیں ہوا۔

ٹوکیو پر حملہ کا انتقام

واشنگٹن ۔ ۱۳ جون کل پھر ولندیزی بندرگاہ پر حملہ کیا گیا۔ دوسرے حملہ کی تفصیلات ابھی نہیں معلوم ہوئیں۔

ولندیزی بندرگاہ جزیرہ الیوشن میں ایک امریکی بحری اور ہوائی قلعہ ہے۔

ریاستہائے متحدہ کے ۱۲ ویں بحری دستہ کے کمانڈر نے بیان کیا کہ یہ حملہ ابھی تعجب کا باعث نہیں ہوا کیونکہ قلعہ میں اس کا مقابلہ کرنے کے لئے پہلے سے تیاریاں کی گئی تھیں۔

مسٹر [illegible] نے کہا کہ جاپانیوں نے یہ حملہ ٹوکیو پر ہمارے حملہ کرنے کے انتقام میں کیا ہے۔

چین میں غضبناک لڑائیاں

چنگ کنگ ۱۳ جون کل رات کو مشرقی چیکیانگ میں جاپانیوں کی تیاری کا اندیشہ کیا گیا تھا۔ [illegible]

ایک ہزار سے زیادہ برطانی طیاروں کا جرمنی پر دوسرا حملہ

دارالعوام میں مسٹر چرچل کا بیان

لندن ۸ جون۔ مسٹر چرچل نے آج دارالعوام میں بیان فرمایا کہ ۴۸ گھنٹوں کے دوران میں دوسری مرتبہ ایک ہزار سے زیادہ برطانی طیاروں نے جرمنی کی جنگی صنعتوں پر حملہ کیا۔ موصوف نے مزید بیان کیا کہ لیبیا میں رومل کی ہزیمت اغلب ہے کہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے جس قدر کہ وہ پہلے پہل دکھائی دی۔

وزیر اعظم نے بیان فرمایا کہ کل رات کے حملے میں شاہی ہوائی بیڑے کے (۱۰۳۶) سے زیادہ طیاروں نے حصہ لیا اور ان میں سے تقریباً تمام طیارے روہر کے علاقہ ایسن پر جہاں کروپ کے عظیم کارخانے واقع ہیں مصروف عمل رہے پہلی اطلاعوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سی بڑی بڑی آتش زدگیاں ہوئی ہیں۔

مسٹر چرچل نے مزید بیان فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ یہ فرض کر لیا جائے کہ جرمنی پر ہمارے حملے اسی پیمانہ پر ہوں گے جس پیمانے پر کہ وہ کولن اور ایسن پر کئے گئے لیکن جرمنی کے شہروں بندرگاہوں اور جنگی پیداوار کے مرکزوں کو ایک ایسے امتحان میں مبتلا کیا جائیگا جیسا کہ آج تک تسلسل، شدت، اور طاقت وغضب کے لحاظ سے کسی ملک میں پیش نہیں آیا ہے۔ ان دونوں رات کے فضائی حملوں سے برطانی فضائی جارحانہ اقدام میں ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے اور اس میں وسعت و پیمانہ کے لحاظ سے اضافہ ہوگا جبکہ بہت جلد جیسا کہ ہمیں امید ہے ہمارے ساتھ امریکہ کی فضائی فوج بھی شریک ہو جائے گی۔

لیبیا کی جنگ کا تذکرہ کرتے ہوئے مسٹر چرچل نے جنرل آکنلک کی بھیجی ہوئی رپورٹ کے اصلی الفاظ پڑھ کر سنائے موصوف نے مزید بیان کیا کہ یہ واضح بات ہے کہ ایسے تمام اسباب ہیں کہ جنگ کی رفتار سے ہم مطمئن ہوں بلکہ مطمئن سے زیادہ، ہم نے رومل کے حملہ کا پہلے ہی سے پتہ لگا لیا تھا اور ہم اس کے لئے تیار تھے۔

مسٹر چرچل نے اس امر کا انکشاف کیا کہ بحری فوج نے اس جنگ میں ایک اہم حصہ لیا جبکہ اس نے بحر روم کے ساحل پر دشمن کی لنگر اندازی کے ایک اقدام کو ناکام کر دیا۔ [illegible] رومل کی تجویز یہ تھی کہ سمندر کے راستے سے [illegible] فوج ان دباؤں سے جا ملے جو ساحلی سڑک کو ہو پہنچے تھے۔ لیکن برطانی فوج سے فوری اشتراک عمل کے ساتھ برطانی بحری جہازوں نے دشمن کے جہازوں کو بھگا دیا۔ ہمارے ہاتھ جو دستاویزات آئی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ رومل کا خیال یہ تھا کہ بھاری زرہ پوش افواج کے دو حصے کر کے [illegible] طبروق پر قبضہ کرے لیکن یہ بات [illegible] صاف ہے کہ اس کا ابتدائی حملہ ناکام روپیہ اور آدمیوں اور سامان کی صورت میں اس کو گراں قیمت ادا کرنی پڑی۔ سرسری اندازے سے کہا جاسکتا ہے کہ دشمن کے تباہ شدہ اور ہمارے ہاتھ میں آئے ہوئے ٹینکوں کی تعداد تقریباً ۲۶۰ ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دشمن کی کل دشمن کی گاڑیوں کی تعداد واقعی بہت بڑی ہے۔ ہمیں بھی نقصانات ہوئے ہیں لیکن ہماری دوبارہ تنظیم کا ادارہ بہت خوب چل رہا ہے۔

وزیر اعظم نے بیان کیا کہ تازہ ترین اطلاعات کے بموجب رومل نے ممکن ہے کہ اس شگاف سے مغرب کی طرف جس میں تک اپنے چند دباؤں کو ہٹا لیا ہے یہ جنگ ابھی تک ختم نہیں ہوئی ہے اور ابھی تک مزید شدید جنگ کی توقع کرنی چاہئے۔

[illegible]۔ مجھے نہ تو برطانیہ پر اعتماد ہے جو یہ اعلان کر رہا ہے کہ جنگ بعد ہندوستان کو آزاد کر دیا جائے گا۔ اور نہ جاپان پر بھروسہ ہے جو ہندوستان کو آزادی دلانے کا دعویدار ہے۔ ہندوستان نہ تو برطانوی انتخاب چاہتا ہے اور نہ جاپانی اقتدار کا خواہشمند ہے۔

ہریجن میں گاندھی جی اپنے بیانات پر رائے زنی کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ گاندھی جی اس وقت یہ ملاقات لکھتے رہیں گے جب تک کہ ان کو اس سے روکا نہ جائے۔ میرا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ گاندھی جی کچھ عرصہ کے لئے ہم سے بچھڑ جائیں اور عوام ان کے مشوروں سے مستفید نہ ہو سکیں۔ اس وقت ہندوستان کی طاقت کا حقیقی امتحان ہوگا۔

آپ نے عوام کو مشورہ دیا کہ وہ جاپانی حملہ کا عدم تشدد سے مقابلہ کریں۔ دنیا میں بڑے انقلابات ہوئے اس لئے لوگوں کو تمام حالات کے مقابلہ کے لئے تیار رہنا چاہئے

مشرق وسطیٰ

لڑائی اپنی اہم ترین منزل پر ہے

قاہرہ ۸ جون۔ محاذ کے تازہ ترین مراسلہ میں بیان کیا گیا ہے کہ جرمن اپنے ان دباؤں کو سلامت پیچھے ہٹانے کی حتی الوسع کوشش کر رہے ہیں جو ہمارے مورچوں کے مشرق میں ہیں لڑائی اپنی اہم ترین منزل کے قریب پہنچ جاتی ہے جبکہ جرمن اپنے قائم کردہ مورچوں سے نہایت جانبازی کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں۔

اگرچہ دشمن کی قوت جنگ شکست نہیں ہوئی ہے لیکن اس کا امکان ہے کہ ہماری فوجیں اس کو گھیر لیں اور اس کا خاتمہ کر دیں۔ آئندہ چند دن میں معلوم ہو جائے گا کہ آیا رومل کی فوجیں سرنگوں والے میدان کے رخنوں سے مغرب کی طرف بچ کر نکل جائے گی یا آخر میں فوج کے سارے جنگی وسائل منقطع ہو جائیں گے۔ ہماری فوج نے دشمن کو ایک لمحہ چین لئے بغیر پریشان کر رکھا ہے۔

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جرمنوں کی پیشقدمی کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ یا تو وہ بچ نکل جانا پسند کریں یا محاصرہ اپنا خاتمہ گوارا کریں۔ اتحادی افواج کے جنوبی پہلو پر تازہ ترین ضرب لگانے کے لئے بیر حکیم پر حملہ کرنے والے اطالویوں سے جا ملنے کی جرمنوں کی ایک تازہ کوشش کو ناکام کر دیا۔

آج کی تفصیلات میں بیان کیا جاتا ہے کہ مشہور فرینچ فارن لیجن نے دشمن کے مورچوں پر حملہ کر دیا۔ اس فرانسیسی فوج کے ایک دستہ نے بیر حکیم سے نکل کر دشمن کے ویران جنگی کیمپ پر جرأت انگیز دھاوا بول دیا اور اتحادیوں کی (۲۰۰۰) فوج جو جرمن کی قید سے چھڑالیا جن میں ہندوستانی بھی تھے۔ یہ فوج ماہ مئی کے گرفتار کر لئے گئے تھے ان کو صحیح و سلامت لائی گئی۔

گاندھی جی کی گرفتاری کا امکان

باردولی۔ گجرات صوبجاتی کانگریس کمیٹی کی مجلس عاملہ کے جلسہ کی صدارت سردار ولبھ بھائی پٹیل نے کی انہوں نے جلسہ بلانے کی غرض پر روشنی ڈالی اور سالانہ باردولی کی تفاصیل بیان کرنے کے بعد اپنی اور گاندھی جی کی گفتگو کا ذکر کیا۔

ممبروں نے صوبہ کے اندرونی حالات کا دورہ کرنے کے بعد واپس ہوئے تھے سردار پٹیل نے ان کی تقریر کے بعض حصوں کی تفصیل طلب کی۔

جلسہ کے اختتام پر سردار پٹیل نے ان کو کہا کہ وہ گاندھی جی کے مشورہ پر عامل رہیں اور جب کانگریس یا ملک کو ان کی ضرورت ہو تو خدمت کے لئے کمربستہ نظر آئیں۔

سردار پٹیل اس ہفتہ بمبئی جا رہے ہیں اور وہاں سے شاید وارد باردولی ہو جائیں گے

سردار پٹیل نے ویدچی آشرم میں ایک تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ جنگ اب ہندوستان کے دروازوں پر آ چکی ہے۔ اور اس کے اثرات ہندوستان میں محسوس ہو رہے ہیں

شاہانِ آصفیہ کی مذہبی رواداری

(بقیہ صفحہ ۱)

ان تمام امور کی حد تک جملہ فرقوں کو کامل آزادی حاصل ہے بشرطیکہ اس آزادی کا غلط استعمال نہ ہو اور امن و امان میں خلل واقع ہو جیسے احتمال نہ ہو اسی غرض کے لئے بعض قواعد کی شکل میں ان طریقوں کی صراحت کر دی گئی ہے جن کے ذریعہ اس آزادی کا استعمال ہو سکتا ہے یہ واضح کرنے کی ضرورت نہیں کہ اعلیٰحضرت اقدس والی کے یہ فرامین جو عوام کے مفاد ہی کے لئے نظم و نسق کے عمدہ اصول پر مبنی ہیں اس قسم کے تمام معاملات کی حد تک آئندہ بھی پالیسی کے سلسلہ میں حکومت سرکار عالی کی رہنمائی کرتے رہیں گے۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کی جانب سے حکومت کے پاس اس امر کی نسبت محضر پیش کئے گئے ہیں کہ مذہبی عمارتوں کی تعمیر یا رسم کے سلسلہ میں محکمہ امور مذہبی سے اجازت حاصل کرنے میں دیر ہوتی ہے۔ چنانچہ حکومت نے حال ہی میں تعلقداروں اور تحصیلداروں کو مزید اختیارات دے دیئے ہیں تاکہ اس قسم کی درخواستوں کا بہت جلد تصفیہ ہو جائے۔

محکمہ امور مذہبی اس بات کی تحقیق کر رہا ہے کہ مذہبی اداروں کے نام جو جاگیریں اور معاشیں عطا ہوئی ہیں ان کی کثیر آمدنی متعلقہ طبقوں کی اخلاقی اور روحانی اصلاح کے لئے صرف کی جا رہی ہے یا نہیں اس سلسلہ میں اس محکمہ کی پالیسی حسب ذیل آتی ہے اس سے ظاہر ہے جو محکمہ امور مذہبی کی رپورٹ نظم و نسق سے لیا گیا ہے اور جسے حکومت کی پوری تائید حاصل ہے۔

ظاہر ہے کہ حتیٰ کہ بالا امور کی حد تک غیر فرقہ داری اساس پر ہی ترقی کرنی چاہئے۔ اگر چہ کہ جاگیر واقع اورنگ آباد کی بہ نسبت ایسی مسلم اقامت گاہ چلائی جا سکتی ہے جس میں اسلامی ثقافت کا ایک بیش بہا ورثہ پیش خاص خیال رکھا جائے تو دوسری طرف مندر سیتا رام باغ اور یا دیگر کے ہندو اوقاف کی بچت ضرور ہندو ثقافت کو برقرار رکھنے کی خاطر صرف کی جا سکتی ہے۔ جو زمانہ قدیم کا قیمتی ورثہ ہے۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے رانی صاحبہ نے فرمایا! کہ پروہتوں اور شاستروں کی تعلیم دینے اور کتھائیں سنانے کے لئے محکمہ امور مذہبی کی جانب سے جو پنڈت اور شاستری مقرر ہیں انہیں سالانہ (۶۰۰۰) کی معاش ملتی ہے۔ خاص خاص موقعوں پر ہندو مذہبی رسوم اور تقریبیں منانے کے لئے ہر سال موازنہ میں (۴۰۰۰) روپیہ کی منظوری ... رقم شریک کیجاتی ہے

مذہبی معاشیں

مذہبی معاشوں کے تحت ان ۲۳۴ مواضعات کا ذکر ضروری ہے جن کی سالانہ آمدنی تین لاکھ روپیہ ہو سکتی ہے اور جو دوامی طور پر ۱۰۰ ہندو مہنتوں اور پجاریوں کو معاف کئے گئے ہیں تا کہ وہ اپنے زیر نگرانی مذہبی اداروں کی دیکھ بھال کریں علاوہ ازیں مد معاش کے طور پر ۱۳۵ دیولوں کو سالانہ کل (۳۰۰۰۰) روپئے دیئے جاتے ہیں شاہان آصفیہ کی مذہبی رواداری کی اور ایک نمایاں مثال اس حقیقت میں ملتی ہے کہ مسلمانوں کے (۱۰۲) مذہبی اوقاف کی نگرانی دائمی طور پر ہندوؤں کے سپرد ہے جو اپنے مسلمان نائبوں کے ذریعہ تولیت کے فرائض انجام دیتے ہیں

ہندو طبقوں کی آمدنی

ہندو دیشمکھ پٹواریوں اور دیگروں کی تعداد (۲۳۲۰۸) ہے اور ان کی سالانہ آمدنی تیس لاکھ ہے۔ ہندو جاگیرداروں کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ سے زیادہ ہے ہندو جاگیرداروں کی آمدنی سالانہ (۲۱) لاکھ ہے۔ ہندو مستاجروں کی آمدنی (۳۲) لاکھ اور ہندو امراء کی آمدنی (۲۴) لاکھ ہے۔ ہندو پٹہ داروں اجارہ داروں اور رسوم داروں کی تعداد (۱۰) لاکھ سے زیادہ ہے۔ قلمرو آصفیہ کی زرعی پیداوار کی سالانہ مالیت ۲۰ کروڑ روپیہ ہے۔ اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ اس ریاست میں زراعت پر صرف ہندوؤں ہی کا قبضہ ہے بجا طور پر یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ۲۰ کروڑ سالانہ کی یہ رقم در اصل اس ریاست کے ہندو عوام کی آمدنی ہے ملازم سرکار ہندوؤں کی تعداد (۵۲۹۷۱) ہے۔

آثار قدیمہ

بدھ، جینی اور برہمنی آثار کے تحفظ کے لئے حکومت نے اس وقت تک ۵۰ لاکھ سے زیادہ رقم صرف کی ہے۔ اجنٹہ ایلورہ، جبل کبورہ، ہوگردن، عثمان آباد اور عادل آباد کے غاروں کو دیکھنے کے بعد ہر شخص قائل ہو جائے گا کہ خاندان آصفی نے قدیم ہندو تمدن کے شاندار آثار کو محفوظ کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ اسی طرح انورٹچ، ہلی، کھمن اور رنگی کو کھنڈر، پالنگ، راجیا، اور ہنمکنڈہ کی دیولوں کو دیکھنے کے بعد اس عالی ظرفی اور کشادہ دلی کا مادی ثبوت فراہم ہو جائے گا جس کی بدولت حکومت نے ہندوؤں کی ان پرستش گاہوں کو برباد ہونے سے بچایا ہے صرف اس سڑک کی تعمیر جس کے ذریعہ ہندو آرٹ اور تمدن کے شیدائی ایلورہ اور اجنٹہ تک پہنچ سکتے ہیں ۱۰ لاکھ روپیہ صرف ہوئے ہیں۔

مزید حقیقتیں

اب مزید حقیقتیں پیش کی جاتی ہیں جن سے حیدرآباد کے مسلمان حکمرانوں کی رواداری اور وسیع النظری بھی نمایاں ہو جاتی ہے ہندو بھائیوں کے جذبات کے احترام کرتے ہوئے حیدرآباد کے مسلمانوں کو کئی سال سے بقرعید کے موقع پر گائے کی قربانی سے جو ان کا مذہبی حق ہے محروم رکھا گیا ہے۔ اسی طرح مسجد کی تعمیر کے لئے کئی درخواستوں کو حکومت نے محض اس لئے مسترد کر دیا کہ اس محلہ کے ہندوؤں کو اعتراض تھا۔ اسی طرح ایک عیدگاہ جو ناندیڑ کے کسی گردوارہ کے بالکل قریب تھی دوسرے مقام پر منتقل کی گئی اور حیدرآباد کے موٹر خانہ عامرہ کے پاس جو مسجد تھی اسے تھانہ میں تبدیل کی گئی کیونکہ یہ مسجد ایک دیول کے بالکل قریب واقع ہے

اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے رانی صاحبہ نے فرمایا اگر ہندوؤں کو ضرر پہنچے تو خود حکومت اس کی تلافی کرتی ہے۔ چنانچہ شہر لیسیا کے مندر یا تختی گنج کے مندر کو اس طرح معاوضہ دیا گیا ہے مندر کو مرمت کے لئے (۲۵۰۰۰) روپیہ عطا ہوئے ہندو عورتوں کو بھی اپنی جاگیرات اور زمینات کا انتظام کرنے کا حق دیا جاتا ہے۔ دیوداسی بنانے کی رسم اور بیگار کا طریقہ جس کے تحت جبری خدمت لی جاتی تھی موقوف کر دیا گیا ہے نقد سلامی کی طرح شاستروں کو بھی قانون ملک تسلیم کیا جاتا ہے جملہ ہندو تہواروں کے دن تعطیل دی جاتی ہے۔ اور اگر ہندو ملازمین سرکار اپنے مذہبی مقامات کو جانا چاہیں تو انہیں سالم تنخواہ کے ساتھ چھ مہینے کی رخصت دی جاتی ہے۔

اعظم پریس چارمینار میں طبع ہو کر باہتمام میر حسن دفتر ... سے شائع ہوا